مولانا سعد کاندھلوی کی گمراہی کی کہانی
مرکز نظام الدین کے ذمہ داروں کی زبانی

مکرم و محترم جناب مولانا محمد سعد صاحب ۔ دامت برکاتہم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

باسمہ تعالیٰ

حدیثِ پاک کی رو سے اس بات کے اظہار میں ہمیں کوئی تکلف نہیں ہے کہ ہمیں آپ سے محبت ہے جس کی وجہ آپ کی حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اور مولانا یوسف صاحبؒ سے نسبت ہے، صدیقی نسبت کی بنا پر بھی آپ سے تعلق و محبت ہے۔ یہ عریضہ اسی محبت و تعلق کے خیر خواہانہ جذبے کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ حسد و بغض کے جذبات سے پاک اور بری ہونے کا ہمیں دعویٰ نہیں ہے مگر یہ جذبہ آپ کے بارے میں ہم نے اپنے اندر نہیں پایا۔ اس خط کا محرک ایک خیر خواہانہ جذبہ اور دوسرے اپنے بارے میں ذمہ داری کا احساس اور عنداللہ مسئولیت کا خیال ہے کہ ان باتوں کا آپ تک نہ پہنچانا اور آپ کو ان کی طرف متوجہ نہ کرنا کتمان سمجھتے ہیں۔

ا۔ جس دن سے تبلیغ سے تعلق ہوا ہے، یہ سنا ہے کہ ہمارے بیانات چھ نمبر کے اندر ہونے چاہیے۔ مگر اب ایسا محسوس ہو رہا ہے ہم اپنے دائرے سے باہر قدم نکال رہے ہیں، تردید، تنقیص، تقابل، عقائد و مسائل اور حالاتِ حاضرہ کے تذکروں سے ہمارے حضرات بچتے رہے ہیں، مگر اب آپ کے بیانات میں یہ چیزیں آ رہی ہیں (ہوسکتا ہے یہ غیر ارادی ہو) جن پر علماء کرام کو شدید اختلاف ہے جو آج تک کبھی مولانا یوسف صاحبؒ اور ہمارے مرکز کے پچھلے اور موجودہ بیان کرنے والے علماء پر نہیں ہے، یہ صرف آپ کے بارے میں کیوں ہے؟ جن باتوں پر علماء کو اعتراض ہے ان کے بارے میں آپ کو سوچنا چاہیے کہ ہم اپنی حدود سے باہر نکل کر اس کا شکار تو نہیں ہو رہے ہیں، انھیں نظر انداز کر دینا یا جواب نہ دینا کافی نہیں ہے جب کہ یہ اعتراض کسی ایک فرد کی طرف سے نہیں ہے۔ علماء کا ایک محاذ بنتا جا رہا ہے، جو ہمارے کام کے لیے مناسب نہیں ہے، ہمیں اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہیے کہ ہم سے اس میں کس حد تک چوک ہو رہی ہے۔ ان باتوں کے تذکرے کے بغیر اب تک ہمارا کام چلتا رہا ہے اور چل رہا ہے تو ان باتوں کو چھیڑ کر علماء کو اپنے مخالف بنانا اور ان کا ایک محاذ بن جانا آخر اس کی کیا ضرورت پیش آگئی ہے؟ آپ کو ان باتوں سے احتیاط کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ آپ کی باتیں ہمارا مجمع اپنے بیانات میں نقل کرتا ہے، ہمارے حضرات ان باتوں سے بچتے رہے ہیں۔

۲۔ اس مبارک اور عالمی کام کی اندرونی اور بیرونی رخنہ اندازیوں سے حفاظت اور انتشار سے بچاؤ اور اجتماعیت کے لیے عالمی سطح پر بھی ایک شوریٰ کی موجودگی ضروری ہے۔ رائے ونڈ میں جو کچھ پیش آیا وہ سب کے سامنے ہے، حاجی صاحب کی شخصیت اسے تھما نہ سکی اور ابھی بھی سمندر کی تہ میں طوفان چھپا ہوا موجود ہے۔ لاوا پہاڑ کو بھی توڑ کر نکل آتا ہے، بنگلہ دیش میں کسی بھی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے، آنے والے زمانے کو سامنے رکھ کر آپ کو اس وقت وہ رخ ڈالنا چاہیے کہ یہ عالمگیر کام افراد پر نہ رہے، جماعت پر آجائے۔ کام کا تنوع مختلف قومیں، مختلف طبائع اور جذبات اس کا تقاضہ ہیں کہ کام ایک جماعت پر آجائے۔

۳۔ آپ کی تمام خوبیوں اور مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چند باتیں آپ کی طرف سے ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی بنا پر پرانے یعنی مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے کے ساتھی ذہنی الجھن میں ہیں اور قبض کی کیفیت کے ساتھ چل رہے ہیں، کہتے اس لیے نہیں ہیں کہ انتشار کا سبب بننا نہیں چاہتے۔

(الف) مسجد کی آبادی: اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے وہ تو ہمارا مقصد ہے ہماری ساری محنت ہی مسجد کے آباد کرنے کی ہے اور ساری محنت کے نتیجے میں پھل کی طرح سارے عالم میں مساجد کی آبادی وجود میں آ رہی ہے، مگر اب ایک مخصوص عمل کو مسجد کی آبادی سمجھا اور سمجھایا جا رہا ہے اور جو طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے وہ اس سے مختلف ہے جو ہم پچاس سال سے زائد عرصے سے کرتے آ رہے ہیں، اس کی شکل عمومی گشت کی بن گئی ہے، عمومی گشت خروج کے زمانے میں جماعت روزانہ ایک مرتبہ اور مقام کے لوگ ہفتے میں دو مرتبہ کرتے ہیں۔ یہ پچھلے پچاس سالہ عملی شکل ہے اور مولانا الیاس صاحبؒ اور مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ ان حضرات نے ہفتے کے دو گشت رکھے تھے۔ اب ترتیب بدل گئی ہے، اس کام میں پہلی محنت خروج پر تیار کرنے کی ہے، یعنی جماعتیں بنا کر نکالنے کی محنت، دوسری محنت مسجد وار جماعت بنا کر انھیں مقامی کام پر ڈالنا۔ یہ بات اب ذہنوں سے اوجھل ہو رہی ہے، مقامی لوگوں کی روزانہ کی محنت ہو یا باہر سے آئی ہوئی جماعت کی محنت سب سمٹ کر اس پر آگئی ہے کہ مسجد کے اطراف جو لوگ ملیں انھیں گھیر کر مسجد میں لانا اور انھیں دعوت، تعلیم میں بٹھانا۔ اس ایک عمل کو مسجد کی آبادی کی محنت تصور کیا جاتا ہے۔ اب ہفتے کے دو گشت نہ رہے بلکہ روزانہ کا گشت ہو گیا اور روزانہ ان بار بار کے گشتوں کی وجہ سے عوام میں توحش پیدا ہونے لگا۔ (یہ بتلایا جا رہا ہے کہ یہ عمل ہو رہا ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں) محلے کے ہر گھر تک پہنچ کر ہر فرد پر محنت کرنا ختم ہو رہا ہے۔

حضرت جیؒ نے میانجی محراب صاحب کو صوبوں کے مرکزی مقامات پر بھیجا تھا کہ مسجد وار جماعت بنائیں اور مسجد وار محنت سمجھائیں۔ ہم لوگوں کے بھی ان کے ساتھ سفر ہوئے، اس وقت صراحتاً یہ کہا جاتا تھا کہ کوشش کرو، گھر میں بیٹھ کر بات کرو، دین پر چلنے میں دنیا اور آخرت کا نفع اور دین پر نہ چلنے میں دنیا اور آخرت کا نقصان سمجھاؤ اور یہ بتاؤ کہ دین محنت سے آتا ہے اور محنت بھی سمجھاؤ اس کے لیے تیار کرو۔ ۳ چلوں سے لے کر ۳ دن تک کی تشکیل کرو، پھر مقامی مسجد کی محنت سمجھاؤ اس کے لیے وقت مانگو کہ روزانہ کچھ وقت دیں، یہ بھی کہو کہ پردے کے پیچھے تمہاری عورتیں بھی سنیں، ان کی بھی ضرورت کی بات ہے گھر کی تعلیم کی ترغیب دیکر وقت طے

کرائی، مگر کارگزاریاں سن کر حضرت جیؒ نے فرمایا کہ فتنوں کا دور ہے خود سے عورتیں سن لیں تو ٹھیک ہے تم اس کا مطالبہ نہ کرو۔ خود مولانا یوسف صاحبؒ ہدایات میں فرمایا کرتے تھے کہ خصوصی ملاقات کے لیے جاؤ وہ متوجہ ہے تو پوری بات سمجھاؤ گھر میں بیٹھ کر بات کرو اس کے گھر کی چیزوں کی طرف توجہ نہ کرو تمھارا بھائی شہد کی طرح ہے اور اس کے گھر کی چیزیں شہد کی مکھی کی طرح ہیں، شہد حاصل کرنا ہے اور شہد کی مکھیوں سے بچنا ہے۔ مولانا سعید احمد خان صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دعوت تو مسجد کے باہر ہے کیوں کہ دعوت تو بے طلبوں میں ہوتی ہے جو مسجد میں آگئے ان میں طلب پیدا ہوئی۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ گھروں میں غفلت کا ماحول ہے وہاں دعوت نہ دی جائے۔ ملکوں میں جانے والی جماعتوں تک کا یہ ذہن بنایا جا رہا ہے کہ اصل کام یہ کرنا ہے، یہ کام کیا تو سب کیا اور اگر یہ کام نہیں کیا تو کچھ بھی نہیں کیا۔ ہدایات میں یہی کہا جا رہا ہے کارگزاری میں یہی پوچھا جا رہا ہے ملکوں میں جانے سے پہلے کے ۱۵ یوم اسی مشق کے لیے ہیں۔ یہ باتیں پرانوں کے یعنی مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے کے لوگوں کے ذہن میں الجھن پیدا کر رہی ہیں کہ اب تک جو کیا وہ اور تھا اور اب جو سن رہے ہیں وہ اور ہے۔ وہ قبض کی کیفیت میں چل رہے ہیں، کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فوراً ڈانٹ پڑ جاتی ہے، اپنی عزت و آبرو بچانے کے لیے چپ رہتے ہیں۔ کام کرنے والوں میں دو ذہن بن گئے ہیں، ملکوں تک میں یہ بات ہے، نئے پرانوں میں خلیج پیدا ہو رہی ہے، پرانوں کی وقعت ختم ہو رہی ہے۔

(ب) خواص میں محنت: ہدایات میں ہمیشہ یہ بات سنتے اور کہتے آئے ہیں کہ جماعت جب کسی بستی میں جائے تو سب سے پہلے خصوصی گشت کرے دینی اور دنیوی لائن کے خواص سے ملے، انھیں اپنے کام کا معاون بنانے کی کوشش کرے یہ جماعت کا پہلا کام ہے، پچاس سال سے اس پر عمل رہا اور جماعتوں کو ہدایات دی جاتی رہی ہیں، اب یہ متروک ہے اور کہتے ہیں کہ طبقہ واری کام نہیں کرنا ہے، مختلف طبقات پر کس طرح محنت کر کے انھیں مسجد وار جماعت کے ساتھ جوڑا جائے، اسے سمجھانے کے بجائے یہ کہا جا رہا ہے کہ طبقات پر محنت نظام الدین سے منع کر دی گئی ہے۔ یہ تو ایک منفی بات ہوئی، محنت چھوڑ دینا کیا مشکل ہے، اصلاً تو انھیں یہ بتلانا ہے کہ ان میں محنت کس طرح کی جائے، آج اس کا سب سے بڑا اثر طلبہ پر پڑ رہا ہے، ملکوں تک میں نوجوان ہاتھ سے جا رہے ہیں ان میں محنت کی کوئی فکر نہیں ہے، اور باطل انھیں گود میں لے کر اپنا آلۂ کار بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے، آگے چل کر یہی افسران بنتے ہیں، یہاں تک کہ مساجد کی کمیٹیوں تک کے یہ ذمہ دار بنتے ہیں اس کو بھی طبقہ واری کام کہہ کر ان میں بھی محنت ختم ہو رہی ہے۔

۴۔ ملکی اور غیر ملکی تقاضوں پر جو جماعتیں بھیجی جاتی ہیں ان کے بارے میں یہ بات آگئی ہے کہ جو آپ کی بات چلائے وہ آپ کا آدمی ہے اسے ہر جگہ بھیجا جا رہا ہے اور جو آپ کی بات نہ چلائے اس کے سفار بند کر دیے جاتے ہیں ان جماعتوں کا اب یہ معیار رہ گیا ہے، ملکوں تک میں یہ بات آگئی ہے۔ بنگلہ دیش کے پچھلے پرانوں کا جوڑ کے بارے میں طے ہوا کہ بھوپال اور بنگلہ دیش کے پرانوں کا جوڑ دونوں ایک تاریخ میں پڑ رہے ہیں، اگر بنگلہ دیش والے ایک ہفتہ مؤخر کر لیں تو مولانا ابراہیم صاحب جا سکتے ہیں، یہ بات انھیں لکھی گئی تو ان کی شوریٰ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ یہ مولانا زبیر کے فیصلہ کی باری میں طے ہوا ہوگا۔ اب یہ ذہن بن رہا ہے کام کرنے والوں میں دو ذہن بن جانا کام کے لیے بہت ہی مضر ہے۔

۵۔ ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ کام کرنے والوں کے ذہن میں کام کی نئی شکلیں سامنے آتی رہتی ہیں اور یہ ایک ضرورت اور تقاضہ بھی ہے مگر اسے چلانے سے پہلے پرانوں کے درمیان مذاکرہ سے ایک ذہن ہو جانا ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی طرح مذاکرات کے بعد جو چیز وجود میں آئے گی وہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی طرح ان شاء اللہ قیامت تک چلے گی۔ وقتی مسائل کا وقتی حل کر کے آگے چلتے رہنا اس عالمی کام کے مفاد میں نہیں ہے اسی سے شاخیں پھوٹتی ہیں، لوگ اب ہمارے پیچھے پڑے ہیں۔ اللہ پاک دستگیری فرمائے۔ مشورے کے بعد کسی چیز پر جمنا ان شاء اللہ عزم ہے اس میں اللہ پاک کی مدد ہے اور مشورے سے پہلے کسی بات پر جمنا ضد ہے، ہم لوگ اللہ تعالیٰ دعا کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا میں جو کچھ بھی خیر کی باتیں ہیں اور کام کے لیے مفید ہیں اللہ جل شانہٗ ان کا آپ کو انشراح فرمائے، اتحاد کلمہ اور اجتماعیتِ قلوب اللہ پاک ہمیں عطا فرمائے۔

فقط والسلام

مولانا ابراہیم صاحب دیولہ
مولانا احمد لاٹ صاحب
مولانا محمد یعقوب صاحب
مولانا اسمٰعیل صاحب گودھرہ

فاروق احمد بنگلور
ڈاکٹر محمد خالد حامد صدیقی علیگڑھ
پروفیسر عبدالرحمٰن مدراس
" ثناء اللہ خان علیگڑھ

۱۱ مارچ ۲۰۱۵ء

(۵)

مکرم و محترم حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۸ر ستمبر منگل ۲۰۱۵ء کی شام آپ سے ملاقات کے بعد ہم نے دوبارہ آپس میں مذاکرہ کیا اس مذاکرے میں جو تاثرات تھے ان کو مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل و کرم سے اس امت کی حالتِ زار پر کرم فرما کر آپ کے بڑوں کے ذریعے امت کو حضور ﷺ والی عالی اور مبارک محنت عطا فرمائی، اس عالی اور مبارک محنت کے ذریعے جو نفع پورے عالم کی سطح پر امت کو ہوا اور ہو رہا ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔ اللہ رب العزت اس کا بہترین اجر ان حضرات کو عطا فرمائے۔ آمین، ہم سب ان حضرات کے اس احسان کا تہِ دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس مبارک محنت کو سارے عالم میں قبولیت عطا فرما کر امت کے قلوب کو اس مبارک محنت کی طرف مائل فرمایا ہے۔ امت اس مبارک محنت کے لیے جان و مال کی جو قربانی دے رہی ہے اس کی نظیر صدیوں میں ملتی ہے۔

۱۔ اب استقبال کا دور ہے اندرونی اور خارجی فتنے اٹھ رہے ہیں اور اس کام کو ہر طرف سے گھیرتے چلے جا رہے ہیں ان تمام فتنوں سے اس مبارک کام کی حفاظت کے لیے ہم نظام الدین میں ایک شوریٰ کی تعیین کی شدت سے ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

۲۔ شوریٰ کی تعیین کے نہ ہونے میں کسی وقت کسی بھی طرح عناصر کو دخل دینے کا اور فتنہ اندازی کا دروازہ کھلا رہے گا، اس کے سدِ باب اور باطل کی دخل اندازیوں سے حفاظت کے لیے شوریٰ کی تعیین کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

۳۔ اس عالی کام کی اجتماعیت کے لیے بھی شوریٰ کی موجودگی ضروری ہے شوریٰ کے نہ ہونے سے جس طرح خلافت ملوکیت میں بدل گئی اسی طرح یہ اندیشہ ہے کہ یہ کام دعوت کے بجائے ملوکیت کی شکل اختیار کر لے گا، اس کام کو موروثی کام بننے سے بچا کر اسے عالمی اور امت کا کام بنانے کے لیے بھی شوریٰ کی تعیین ضروری ہے۔

۴۔ کام کے تقاضوں پر بہت سی چیزوں کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور آتی رہے گی اگر وہ بات شوریٰ کی رضامندی کے بعد امت کے سامنے پیش کی جائے تو ان شاء اللہ اس سے کسی قسم کے اختلاف و انتشار سے حفاظت ہو جائے گی اور اجتماعیت کے باقی رہنے اور اجتماعِ قلوب کا ذریعہ بنے گی اور پوری امت کے لیے قابلِ قبول ہوگی۔

۵۔ حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی نے اپنی نظام الدین تشریف آوری کے موقع پر فرمایا تھا کہ ان تین حضرات سے مشورہ کر کے کام کریں۔ ایک سال قبل ہم لوگوں سے آپ کی جو اس سلسلے میں بات ہوئی تھی اس میں بھی آپ نے فرمایا تھا کہ میں ان تینوں سے مشورہ کر کے کام کروں گا۔ اس کی ضرورت اب بڑھ گئی ہے، لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ آپ اپنے ساتھ ان تین حضرات کا تعین فرما کر شوریٰ بنا دیں۔

۱۔ مولانا ابراہیم صاحب، ۲۔ مولانا یعقوب صاحب، ۳۔ مولانا احمد لاٹ صاحب

اللہ رب العزت آپ سے کام لے رہے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک آئندہ بھی آپ سے کام لے، امت کو جس طرح آپ کے بڑوں سے نفع پہنچا ہے آپ سے بھی نفع پہنچائے، اللہ کرے یہ کام بھی آپ کے ہاتھوں ہو جائے اور بہت سے فتنوں کا سدِ باب ہو جائے۔ امید ہے کہ آپ اس پر غور فرما کر اسے قبول فرمائیں گے، یہ عریضہ کسی کی تحریک پر نہیں بلکہ عنداللہ اپنی مسئولیت اور جوابدہی اور کام کی حفاظت کے خیال سے لکھ رہے ہیں۔

فقط والسلام

منجانب

فاروق احمد بنگلور

مولانا محمد اسمٰعیل گودھرہ

مولانا عبدالرحمٰن مولانا بسمبئی

ڈاکٹر محمد خالد صدیقی علیگڑھ

پروفیسر عبدالرحمٰن مدراس

ثناء اللہ خان علیگڑھ

یکم اکتوبر ۲۰۱۵ء

(4)

مکرم ومحترم جناب مولانا سعد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خیریت مزاج گرامی!

گزشتہ خط مؤرخہ ۱۰ ارستمبر ۲۰۱۵ء میں چند معروضات پیش کی گئی تھیں۔ لیکن اس کے بعد بھی آپ کا کام اور کام کرنے والوں کے ساتھ رویہ نہیں بدلا ہے اس لیے حقائق تک رسائی اور غلط فہمیوں سے نکلنے کے لیے چند باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) اس مرتبہ سہ ماہی مشورے میں آپ نے فرمایا تھا کہ جو لوگ نہج کے بدلنے کی بات کر رہے ہیں وہ شیطانی وساوس میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہج بدل رہا ہے، ہمارا کام یہ تھا کہ ہر فرد امت کے پاس جا کر جہاں ملے مسجد ہو یا ہوائی جہاز، ٹرین ہو یا ٹیکسی اسٹینڈ، گھر ہو یا کھیت، کیرم اڈہ ہو یا شراب خانہ، اس کا دینی ذہن بنا کر آخرت یاد دلا کر اور دعوت کی ذمہ داری سمجھا کر چار ماہ سے لے کر مقامی کسی ایک عمل پر حضور ﷺ والی محنت کے لیے تیار کرنا۔ جب وہ تیار ہو گا تو ہر حال میں اس کو مسجد میں آنا ہے، اس لیے کہ ہمارا پورا کام مسجد ہی سے متعلق ہے۔ محنت کا یہ رخ شروع ہی سے چل رہا تھا اور اس کے نتیجے میں لاکھوں افراد اور گھرانے دین اور دین کی محنت پر آئے اور ہزاروں نئی مسجدیں بنیں، بند مسجدیں کھلیں، تنگ مسجدیں وسیع ہوئیں اور غیر آباد مسجدیں اعمالِ نبوت سے آباد ہوئیں اور اس طرح کام اور کام کرنے والے دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہے تھے کہ حضرت جیؒ کا انتقال ہو گیا اور کام کی ذمہ داری بعد والوں پر آئی، اسی ذمہ داری کے ماتحت آپ کے اہم اہم مواقع پر بیانات بڑے بڑے مجمعوں میں ہونے لگے۔

تھوڑے ہی عرصے میں بیانات میں کام کا نیا رخ سامنے آنا شروع ہوا کہ اللہ کے تعلق سے ملنے کی جگہ صرف مسجد ہے اور ہمارے سارے گشت لوگوں کو مسجد میں لانے کے لیے ہیں اور صحابہ صحابہ پر گشت کر کے ان کو مسجد میں ایمان کی مجلس میں جوڑتے تھے، یہی طریقہ جہد صحابہ کا ہے اس کے علاوہ کے سارے طریقے تنظیمی اور رواجی ہیں، مجاہدہ نہیں، خلافِ سنت ہیں، سیرت سے ثابت نہیں۔ ان طریقوں سے رواج تو پھیل سکتا ہے دین کبھی بھی نہیں پھیل سکتا، اس کو ثابت کرنے کے لیے ایک تو صحابہ پر صحابہ کا گشت کرنا بیان کیا، حالانکہ یہ مقامِ صحابہ سے گری ہوئی بات ہے۔ ہمارا گشت ہے بے طلب بندوں میں بے غرض ہو کر پھرنا، اگر بے طلبی کفر کی وجہ سے ہے تو ایمان کی دعوت ہے اور اگر بے طلبی ضعفِ ایمان کی وجہ سے تو قوتِ ایمان کی دعوت ہے، اور صحابہ کی شان اس سے بہت بلند ہے اور دوسرا اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے عبداللہ بن رواحہؓ، معاذ بن جبلؓ، عمر بن الخطابؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے واقعات کو استدلال میں پیش کیا گیا حالانکہ ان واقعات میں مسجد کی کوئی قید نہیں سوائے ابو ہریرہؓ کے واقعے کے اور وہ بھی صرف ایک مرتبہ اور اس میں بھی صرف مسجد میں عمل کی اطلاع ہے لانا نہیں اور نہ مسجد میں استقبال کی کوئی شکل۔ ان واقعات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جہاں ملتے تھے، ایمان کا مذاکرہ کرتے تھے اور ایمان کی مجلسوں سے ایمان بڑھتا ہے، باقی جتنی باتیں ہیں وہ بے اصل ہیں۔ حضور ﷺ کی مسجد کی آبادی کی شکل دعوت، عبادت، تعلیم اور خدمت ہے جس میں صحابہ کا بغیر گشت حسبِ موقع وضرورت اور استعداد لگنا ہوتا تھا، جس سے مسجد اکثر وقت آباد رہتی تھی، باقی مسجد کی آبادی کی یہ شکل یعنی دعوت، تعلیم، استقبال کو مسجدِ نبوی کے ساتھ جوڑنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ جس مسجد میں دعوت، تعلیم، استقبال نہیں ہے وہ مسجدِ نبوی کے نہج پر نہیں ہے، بیجا جسارت اور آپ کا اجتہاد ہے۔

کام کے اس رخ کو چلانے کے لیے پوری طاقت لگائی گئی اور جو لوگ تقریروں کو ہی کام سمجھتے ہیں انہوں نے اندرون وبیرونِ ملک پوری طاقت لگائی، یہاں تک کہ جماعتوں کو بھی اسی کام پر لگا دیا کہ تین دن چار دن رہ کر دعوت، تعلیم، استقبال مسجد میں قائم کرنا ہے۔ جماعتیں نکلیں یا نہ نکلیں کوئی حرج کی بات نہیں اور مرکز نظام الدین میں بھی کام کی فہمائش کی ساری مجلسیں اسی کی نذر ہو گئیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ پورا مجمع محنت کے جس رخ پر تھا وہ ختم ہو گیا یا کمزور ہو گیا اور مسجد کی آبادی کے نام پر مسجد میں بیٹھ گیا اور محنت کا دائرہ محدود ہو گیا جس کے زبردست اثرات کام پر اور کام کرنے والوں پر پڑے، جس کی وجہ سے اصل محنت ختم ہو گئی اور جو خاکہ آپ کے ذہن میں تھا وہ وجود میں آیا نہیں، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ جو لوگ میدانِ عمل میں ہیں وہ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ رہی کارگزاریاں جس میں ساتھی آپ کو خوش کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو رہا ہے، یہ صرف مبالغہ اور رسمیت پر مبنی ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس خط کے ساتھ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت منسلک کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو عوام کے سامنے وعظ فرمایا کرتے تھے، ان سے روزانہ وعظ کا مطالبہ کیا گیا تو فرمایا روزانہ وعظ کے ذریعے میں تمہیں تنگی اور اکتاہٹ میں ڈالنا نہیں چاہتا، جس طرح حضور ﷺ ہماری تنگی اور اکتاہٹ کے خدشے کا لحاظ رکھتے ہوئے ہماری نگہبانی اور محافظت کرتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ روزانہ کا ''دعوت تعلیم استقبال'' آپ کا اجتہاد ہے، سنت اور صحابہ کے نہج کے خلاف ہے اور ہمارے بزرگوں نے ہفتے کے دو گشت فرمائے تھے، ایک اپنے محلے میں اور دوسرا دوسرے کسی محلے میں، یہ ترتیب عین سنت کے مطابق اور صحابہ کے نہج پر ہے۔ اب تو ہفتے کے دو گشتوں کے بجائے روزانہ ایک ہی محلّہ میں کئی کئی گشت ہو گئے جس سے محلے والوں میں تنگی، اکتاہٹ اور توحش پیدا ہو رہا ہے۔ آپ کارگزاری میں سوال کرتے ہیں کہ روزانہ کتنی شفٹوں میں یہ عمل مسجد میں ہو رہا ہے، یہ چیز اپنے اکابر کے طرز اور نہج سے بالکل ہٹی ہوئی ہے۔

(۲) دوسری بات منتخب احادیث کے تعلق سے ہے۔ جب اس کتاب کا مسودہ ہاتھ لگا تو چاہیے یہ تھا کہ ساتھیوں سے چھپوانے کا مشورہ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ بغیر مشورہ کے چھپوادیا۔ پھر منظرِ عام پر آنے کے بعد تعلیم کے نصاب میں داخل کرنے کے لیے مشورے کے راستے سے کوشش ہوئی، لیکن کسی وجہ سے مشورہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا، اب چاہیے یہ تھا کہ انتظار اور صبر کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ سے کہا جاتا اس لیے کہ اللہ کے علم میں کسی عمل کا حق ہونا ہوتا ہے تو اللہ اپنے ارادے سے بحسن وخوبی چلادیتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ ضد میں آکر مطالعے کے ذریعے سے استفادہ کی بات مجمع میں کہنا شروع کی تھوڑے عرصے بعد بات آگے بڑھی کہ "مطالعے سے استفادہ مکمل نہیں ہوتا اس کو تعلیم میں لانا چاہیے پھر آگے کہنا شروع کیا کہ ایک دن فضائل کی تعلیم اور ایک دن منتخب کی تعلیم گھر میں بھی اور مسجد میں بھی کریں۔ پھر بات آگے بڑھی کہ ہر فرد جماعت میں کتاب ضرور ساتھ میں رکھے۔ پھر مرکز نظام الدین میں بھی صبح کی تعلیم شروع کرادی جہاں صبح وشام جہاد کو بولا اور بڑھا جاتا ہے، موجودہ حالات میں کتنا مناسب ہے، غور طلب بات ہے۔

پھر بات آگے بڑھی کہ خروج کے زمانے میں صبح کی تعلیم منتخب کی کریں اور ظہر کے بعد کی تعلیم فضائل کی کریں، حالانکہ ظہر کے بعد کی تعلیم ساری جماعتوں کی کتنی دیر کی ہوتی ہے اور کیسی ہوتی ہے، یہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ دلیل یہ دی گئی کہ فضائل کی کتابوں پر اعتراضات بہت ہیں اور منتخب معترضین کا منہ بند کرنے والی اور مسکت ہے، حالانکہ کسی کے اعتراض اور سکوت سے نہ ہمارا کوئی فائدہ نہ نقصان۔ حالانکہ صرف منتخب سے امت کی دینی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی اسی لیے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے پوری امت کی دینی ضرورت کے لیے حضرت شیخ زکریاؒ سے فضائل کی ساری کتابیں لکھوائی ہیں۔ اور مولانا یوسف صاحبؒ جن سے منتخب احادیث کو منسوب کیا ہے، انہوں نے بھی ہدایات میں یہ بات فرمائی ہے کہ ہماری تعلیم میں صرف حضرت شیخ کی ہی کتابیں پڑھی جائینگی، جو الفرقان حضرت جی نمبر میں چھپی ہوئی ہیں۔

(۳) تیسری بات مستورات کے تعلق سے ہے۔ جس میں تجوید کا حلقہ بھی ہے۔ تجوید بہت ضروری ہے اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس کے چلانے کا طریقہ یہ تھا کہ ساتھیوں کے درمیان مذاکرہ اور مشورہ ہوتا اور کوئی ایسی شکل قائم ہوجاتی کہ کسی کو اشکال باقی نہ رہتا اور کوئی ملک والا اس بات کو لینے میں تردد نہ کرتا جب کہ کئی ملک والوں نے کہا کہ یہ باتیں ہمارے یہاں نہ چلاؤ۔

(۴) بیانات میں بے احتیاطی اور دعوت کے موقف اور اپنے تمام اکابر کے نہج سے ہٹا ہوا انداز شروع ہی سے ہے جس کو اس خیال سے کہ ابھی نوعمری ہے اور دعوت کے عملی میدان سے نہ گزرنے کی وجہ سے یہ باتیں ہیں، وقت کے ساتھ سنبھل جائینگی، اس لیے زبان نہیں کھولی، لیکن جب دیکھا کہ اب ان باتوں کی طرف توجہ دلانا وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے، اس کے لیے خیرخواہانہ کوشش ہوئی، لیکن اس کوشش کو بمبئی کے جوڑ کے وقت سینکڑوں کے مجمع میں آپ نے مناظرہ کا نام دیا، کہ کچھ لوگ مجھ سے مناظرہ کرنے آئے تھے، اور بزرگوں کی طرف سے ملے ہوئے طریقۂ کار کو اور موقف کو تجربہ کا نام دے دیا۔ اور آپ نے یوں کہا کہ مجھے آکر تجربہ سنا رہے ہیں حالانکہ یہ کام تجربہ کا نہیں سیرت کا ہے، اور مجھے کہتے ہیں کہ مشورہ نہیں کرتا، مشورہ میں کس سے کروں کوئی کام کرنا ہی نہیں چاہتا۔

حضرت مولانا الیاسؒ کے حکیمانہ طرزِ عمل کی وجہ سے سارے اہلِ حق کام کے معاون، مؤید اور دعا گو تھے، لیکن آپ کے بیانات کی بے احتیاطی کی وجہ سے اس میں زبردست خلا پیدا ہوا ہے اور مزید بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ اہلِ حق کی زبانوں پر یہ بات آنے لگی کہ مولانا الیاسؒ والی تبلیغ ختم ہوگئی اب تو کام میں مضرت کے پہلو پیدا ہورہے ہیں، حالانکہ ہمیں ان کی تائید، دعا اور تعاون کی ہر وقت ضرورت ہے۔ بیانات میں مختلف طبقات پر تنقید جو ہمارے اکابر کا طرز نہیں تھا مثلاً اسباب کو شرک بتلانا، علماء کی دینی خدمات پر معاوضہ لینے کو ناجائز کہنا، سائنس کو شرک کہنا، بے دھڑک حرام، شرک، ناجائز اور بدعت کہنا یہ ہمارے اکابر کا طرز نہیں تھا، اصولی بات یہ کہی جاتی تھی کہ مسائل کو علماء سے تحقیق کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے۔

(۵) اس کام کی تین بڑی خصوصیات جو روزِ اول سے دیکھنے میں آرہی تھیں وہ اجتماعیتِ قلوب، اتحادِ فکر اور وحدتِ کلمہ ہیں۔ اب یہ تینوں ٹوٹ رہی ہیں۔ رائے ونڈ والے اپنے پرانی ڈگر پر ہیں جو مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے سے ہے۔ آپ نے مذکورہ بالا چیزیں اپنے اجتہاد سے چلادی ہیں جو کہ نئی ہیں، تمام دنیا میں دونوں ملکوں سے جماعتیں جاتی ہیں، نظام الدین سے جانے والی جماعتیں آپ کی باتیں چلاتی ہیں کیونکہ آپ خود روانگی کے وقت ان باتوں کو چلانے کی ہدایات دیتے ہیں واپسی پر کارگزاری والے بھی یہی باتیں پوچھتے ہیں کہ ان باتوں کو چلایا یا نہیں، چنانچہ جماعتیں محاسبے کے خوف سے انہیں چلاتی ہیں کہ واپسی پر پکڑ ہوگی۔ بات نہ چل پائی ہوتب بھی اپنا دامن چھڑانے کے لیے کہتے ہیں کہ خوب چلی ہے، یعنی پورا دعوت کا کام اب سمٹ کر منتخب احادیث اور دعوت تعلیم استقبال پر رہ گیا ہے، جب کہ پاکستانی جماعتیں ان کا نام بھی نہیں لیتیں۔ دنیا میں دونوں جگہ کے لوگ ہیں اور دونوں جگہ سے متاثر لوگ ہیں۔ ہندوستان والے اور نظام الدین سے متاثر لوگ کہتے ہیں کہ نظام الدین سے جو بات چلائی جارہی ہے اسے چلاؤ، اس کا نہ چلانا خیانت ہے اور جو رائے ونڈ سے متاثر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ نئی چیزیں ہیں جو پچھلے بزرگوں کے دور میں نہیں تھیں نہ ان کا اب تک کوئی مشورہ ہوا ہے، لہٰذا اس کا چلانا خیانت ہے، اب یہ اختلاف مسجد مسجد اور گھر گھر تک پہنچ گیا ہے۔ وحدتِ کلمہ، جو ہماری

خصوصیت تھی، وہ ٹوٹ گئی ہے، اجتماعیتِ قلوب اور اتحادِ فکر ختم ہو گیا ہے، ان کی جگہ اب انتشار ہی انتشار ہے۔ ہر جگہ اختلافات، جھگڑے، لڑائیاں، ان سب کے اکیلے آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ آپ اپنے بیانات میں کہتے ہیں کہ کام کو صحابہ کے نہج پر لاؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تک کام صحابہ کے نہج پر نہیں تھا، اور اب آپ صحابہ کے نہج پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ اپنے اکابر پر بہت بڑا الزام ہے کہ نہ انہوں نے صحابہ کا نہج سمجھا نہ اس پر کام کو چلایا، لہٰذا اب آپ اس کی تجدید کرنا چاہتے ہیں۔

(۶) آج کل اپنے بیانات میں آپ اطاعت پر بہت زور دیتے ہیں، پچھلے پرانوں کے جوڑ میں آپ نے فرمایا کہ مولوی ابراہیم اور مولوی یعقوب سب کے بیانات سنتا ہوں کہ کون کیا کہہ رہا ہے، جو انشراح کی بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مشورہ نہیں ہوا وہ جاہل ہے۔ آپ اپنے اساتذہ کو جاہل کہہ رہے ہیں۔ اسی وقت مجمع میں چند ساتھی آپ کو ٹوکنا چاہ رہے تھے، آئندہ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ کی جسارت اور بے ادبی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس کی نقل کرنے لگے ہیں، فرقِ مراتب ختم ہو گیا ہے، پرانوں سے سنا ہے کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ "گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی"۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ پچھلے اکابر اور بزرگوں کے نہج کے خلاف آپ کی باتوں کی اطاعت کی جائے؟ آپ گاڑی اس طرح چلا رہے ہیں کہ نہ ہارن ہے نہ بریک، اور ٹکرا کر خود بھی زخمی ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی زخمی کر رہے ہیں۔ نظام الدین کے بعض پرانوں کو آپ نے دھمکایا ہے کہ میری بات نہیں چلاتے تو یہاں رہ نہیں سکتے، ہر جگہ پرانے اور نئے دو دھڑوں میں بٹ چکے ہیں۔ نئے کہتے ہیں کہ پرانے نظام الدین کی بات نہیں چلاتے، اب ان پرانوں کو ہٹا کر ہم نظام الدین کی بات چلائیں گے۔ یہ انتشار ہر جگہ شروع ہو چکا ہے، اندیشہ بلکہ اب تو مشاہدہ میں آ رہا ہے کہ یہ عالمی خیر کا کام اور عالمی محنت اپنی پٹری سے اتر رہی ہے اور سرکنا شروع ہو گئی ہے۔ تمام مخلصین کام کرنے والے پرانے فکرمند ہیں اور پریشان ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور آپ کے تعلق سے بھی لوگوں میں ایسی ایسی باتیں ہونے لگی ہیں جن کو تحریر میں لانا مشکل ہے، لیکن "نقلِ کفر کفر نباشد" کی بنا پر لکھی جا رہی ہیں کہ "یہ آدمی مسحور ہے" کہ سحر میں بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، یا "دانستہ یا نادانستہ کسی کا آلۂ کار ہے"، یا پھر "بک گیا ہے" یا "عقل کی کمی ہے کہ اپنے باپ دادا کا لگایا ہوا باغ برباد کرنے پر تلا ہوا ہے"، "مدرسے کا زینہ توڑ کر مدرسے کے حصے کو اپنے گھر میں داخل کر لیا ہے"، "یہ غاصب ہے" وغیرہ۔

(۷) حضرت جیؒ کی بنائی ہوئی عالمی شوریٰ نے، جس کے ایک رکن آپ بھی ہیں، حضرتؒ کے وصال کے بعد دو باتیں طے کی تھیں، ایک یہ کہ نظام الدین کے کوئی بھی صاحب بیعت نہیں کریں گے اور نظام الدین میں بیعت نہیں ہوگی، چنانچہ مولانا زبیر الحسن صاحبؒ نے زندگی بھر کسی کو بیعت نہیں فرمایا اگرچہ اصرار ہوتا تھا مگر وہ ہمیشہ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ مشورہ میں منع کیا گیا ہے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے فوراً بیعت کرنا شروع کر دی اور مولانا الیاس صاحبؒ کے ہاتھ پر آپ بیعت لے رہے ہیں (جن کے آپ مجاز نہیں ہیں)۔ روزانہ مغرب کے بعد ایک بھیڑ کمرے کے سامنے بیعت کرنے والوں کی اکٹھی ہوتی ہے اور ساری مسجد دیکھتی رہتی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

دوسری بات یہ طے ہوئی تھی کہ نظام الدین، رائے ونڈ اور ٹکریل میں کسی بھی بات کے چلانے سے پہلے عالمی شوریٰ کا اس پر متفق ہونا ضروری ہے اور آپ نے تمام مذکورہ بالا باتیں شوریٰ کے مشورہ کے بغیر چلائی ہیں جو تمام انتشار کا سبب بنا ہے۔

ان ساری بے اصولیوں کی وجہ مشورہ نہ کرنا اور عملی تجربے کی کمی ہے، اس لیے کہ عمومی محنت سے گزرنا نہیں ہوا اور صحبت بھی میسر نہیں ہوئی اور دوسری وجہ امارت کا زعم ہے کہ میں امیر ہوں، مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں حالانکہ کوئی امیر بنتا نہیں بلکہ اہل الرائے کی طرف سے بنایا جاتا ہے، اس لیے ان ساری الجھنوں سے نکلنے کے لیے اور کام اور کام کرنے والوں کو صحیح ڈگر پر باقی رکھنے کے لیے ایک ہی حل ہے کہ اپنی غلطی پر اصرار کو عزیمت کا نام دینے کے بجائے اور عملے کو متہم کرنے کے بجائے امارت کے زعم سے نکل کر اور امارت کا فتنہ کرنے والوں کو منع کر کے اپنی غلطی سے اپنے عملے کے سامنے رجوع کیا جائے اور اپنے آپ کو عملہ کا ایک فرد سمجھ کر اپنی ذات اور کام کو شوریٰ اور مشورہ کے تابع کیا جائے، آپ کے تنہا اسفار پر بھی لوگ انگلیاں اٹھا رہے ہیں اور کاندھلہ کے بنگلے میں قیام کے زمانے میں مشکوک لوگوں کی آمد و رفت کی لوگ باتیں کر رہے ہیں اس لیے کام کی اور کام کرنے والوں کی اور آپ کی حفاظت اور ترقی اپنے آپ کو شوریٰ اور مشورے کے تابع کرنے میں ہے۔

پچھلے خط میں آپ کے سامنے جو شوریٰ کے نام پیش کیے گئے تھے یعنی مولانا سعد صاحب، مولانا ابراہیم صاحب، مولانا یعقوب صاحب اور مولانا احمد لاٹ صاحب، ہم سبھی عرض کرتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے، یعنی نظام الدین میں یہ چاروں حضرات نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل رہا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اور پوری امتِ مسلمہ کی صلاحیتوں کو دین کے فروغ کے لیے قبول فرمائے اور کمزوریوں کو محض اپنے فضل سے دور فرمائے اور اس عالی اور مبارک محنت کی اور اکابر کے چلائے ہوئے نہج کی حفاظت فرمائے اور امت کو قیامت تک اس خیر سے نفع پہنچائے۔ آمین

فقط والسلام

ڈاکٹر خالد صدیقی علیگڑھ

[illegible]

جو خود بھی گمراہ ہوں گے، اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے ——— (بخاری و مسلم)

(۱۰) وعن شقیق قال کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بہا مخافۃ السآمۃ علینا متفق علیہ۔

وعظ و بیان میں ایسی طوالت اور کثرت سے گریز کیا جائے جس سے سامعین اکتا جائیں

(۱۰) **ترجمہ:-** اور حضرت شقیق[1] (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ ہر جمعرات کو عوام کے سامنے وعظ کیا کرتے تھے۔ (ایک دن) کسی شخص نے ان سے (ان کی کنیت کے ذریعہ مخاطب کرکے) کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ (دین و آخرت سے جو غفلت ہم پر تیزی سے طاری ہوتی جا رہی ہے اس کے پیش نظر) آپ ہمارے سامنے ہر روز وعظ بیان کیا کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے (یہ سن کر) فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سلسلہ میں جو چیز میرے لئے مانع ہے وہ یہ ہے کہ (روزانہ کے وعظ و بیان کے ذریعہ) تم لوگوں کو تنگی اور اکتاہٹ میں ڈالنا مجھے پسند نہیں ہے۔ دراصل میں تو موعظت و نصیحت کے ذریعہ تمہاری نگہبانی اور محافظت اسی طرح کرتا ہوں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تنگی اور اکتاہٹ کے خدشہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہماری نگہبانی اور محافظت کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے وعظ و بیان اور پند و نصیحت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و طریق سے حاصل کئے ہوئے جس نکتہ کی طرف اشارہ کیا وہ یہ ہے کہ واعظین اور مبلغین کو عوام اور سامعین کے اس نفسیاتی پہلو کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے کہ جب ان کے سامنے وعظ و بیان اور پند و نصیحت کا سلسلہ بہت طوالت اور بڑی کثرت سے آتا ہے تو اس سے اکتا جاتے ہیں۔ اور بالآخر زچ ہو کر وعظ و بیان کی مجلسوں میں شریک ہونا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ وعظ و بیان ہر روز اور ہر موقع کے بجائے وقفہ وقفہ سے اور مناسب وقت و محل پر کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اس کا انداز اور طریقہ زیادہ تنبیہ و تہدید اور درشت گوئی و تند خوئی کے بجائے زیادہ سے زیادہ شفقت و محبت اور نرم گوئی کا ہونا چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح کے وعظ و بیان کو عوام زیادہ سکونِ خاطر اور دلجمعی کے ساتھ سنتے ہیں، اور ان کے ذہن و طبیعت پر اچھے اثرات بھی خوب پڑتے ہیں۔

(۱۰) وعن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلاثا حتی تفہم عنہ واذا اتی علی قوم فسلم علیہم سلم علیہم ثلاثا۔ (رواہ البخاری)

---

[1] نام شقیق بن ابوسلمہ ہے اور کنیت ابووائل ہے یہ تابعی ہیں اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اور دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابہ کی صحبت و شاگردی اور ان سے روایت حدیث کا شرف رکھتے ہیں۔ انھوں نے عہدِ رسالت پایا ہے مگر آنحضرت صلعم کی صحبت اور آپؐ سے سماعت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ کثیر الروایات اور ثقہ راویوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور بعض حضرات نے ان کا سنِ وفات سنہ ۹۹ھ متعین کرکے ذکر کیا ہے۔

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اللہ رب العزت نے اس دور میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سارے عالم میں دین کے احیاء کیلئے ظاہری وسائل کے بغیر نہج نبوی کے مطابق دین کی محنت کو زندہ کرنے کی مجاہدانہ و قربانی کے ساتھ بنیاد ڈلوائی۔ انکے انتقال سے قبل خود مولانا ہی کے فرمانے پر اس وقت کے اہل حل وعقد نے باہمی مشورے سے حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ذمہ دار متعین فرمایا جنہوں نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت نبوی اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگی کی روشنی میں کام کے مقصد اور طریقے کو واضح کیا اور اعتدال کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے کام کا تفصیلی نقشہ امت کے سامنے پیش فرمایا اور یہ کام سارے عالم میں پہنچ گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف کے انتقال پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حل وعقد کے مشورے سے حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس مبارک کام کی ذمہ داری سونپی۔ انہوں نے ہر طرح کام کے نہج کی حفاظت فرمائی اور پھیلتے ہوئے کام میں اصل نہج کی حفاظت کیلئے انہوں نے اپنے رفقاء کے مشورے سے مختلف ممالک میں شوریٰ کی ترتیب قائم فرمائی۔ کہیں امیر کے ساتھ شوریٰ اور کہیں احباب شوریٰ میں باری باری فیصل بننے کی ترتیب بنائی گئی نیز تمام ممالک میں ترتیب کے کام کی نگرانی اور حل کیلئے اپنے ساتھ دس اراکین پر مشتمل ایک شوریٰ بنائی جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہر طبقہ کی شوریٰ اور کام کرنے والے احباب کو اعتماد میں لے کر کام کرتی رہی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد وہ شوریٰ اسی نہج پر مصروف عمل رہی جس پر تینوں اکابر نے کام کو چلایا تھا۔

نومبر ۲۰۱۵ء میں نظام الدین، رائے ونڈ، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک کے پرانے ذمہ دار احباب نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ شوریٰ کی تکمیل کی جائے جس کے آٹھ افراد کا انتقال ہو چکا ہے اور صرف دو باقی رہ گئے ہیں تاکہ اس کام کا نہج اور طریقہ کار محفوظ رہے اور جب کبھی کسی اضافے یا تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو تو وہ اس شوریٰ کے مکمل اتفاق سے ہو تاکہ اجتماعیت باقی رہے۔ نظام الدین، رائے ونڈ اور کاکرائیل میں کوئی ترتیب اس شوریٰ کے اتفاق کے بغیر شروع نہ کی جائے۔ شوریٰ کے کسی فرد کی کمی ہو جائے تو شوریٰ کے بقیہ احباب میں سے کم از کم دو تہائی افراد کی منظوری سے کمی پوری کرلی جائے تاکہ شوریٰ کا وجود برقرار رہے اور یہ مبارک کام اصل نہج اور اجتماعی کام رہے۔

بہت سے پرانوں سے مذاکرے اور رائے لینے کے بعد اس شوریٰ میں محترم جناب حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی اور مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ مندرجہ ذیل [illegible] کا اضافہ

کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب آئندہ یہ شوریٰ گیارہ احباب پر مشتمل ہوگی

۱۔ مولانا ابراہیم دیولا صاحب (نظام الدین)
۲۔ مولانا یعقوب صاحب (نظام الدین)
۳۔ مولانا احمد لاٹ صاحب (نظام الدین)
۴۔ مولانا زہیر الحسن صاحب (نظام الدین)
۵۔ مولانا نذر الرحمن صاحب (رائے ونڈ)
۶۔ مولانا عبید الرحمن صاحب (رائے ونڈ)
۷۔ مولانا عبید اللہ خورشید صاحب (رائے ونڈ)
۸۔ مولانا ضیاء الحق صاحب (رائے ونڈ)
۹۔ قاری زبیر صاحب (کاکرائل)
۱۰۔ مولانا ربیع الحق صاحب (کاکرائل)
۱۱۔ بھائی واصف الاسلام صاحب (کاکرائل)

اس شوریٰ میں نظام الدین کے جو پانچ احباب ہیں وہ نظام الدین کی شوریٰ میں ہونگے اور یہ شوریٰ نظام الدین کے جملہ امور باہمی مشورے سے سرانجام دیگی۔

مورخہ ۴ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۲۰۱۵ء

محمد عبد الوہاب عفی عنہ

مولانا محمد یعقوب صاحب — محمد یعقوب
مولانا نذر الرحمن صاحب — نذر الرحمن عفی عنہ

مولانا احمد لاٹ صاحب — [illegible]
مولانا محمد احسان الحق صاحب — محمد احسان الحق

ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب — [illegible]
مولانا طارق جمیل صاحب — طارق جمیل

بھائی فاروق احمد صاحب — فاروق احمد
بھائی بخت منیر صاحب — بخت منیر

ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب — ثناء اللہ خان
ڈاکٹر روح اللہ صاحب — روح اللہ عفی عنہ

پروفیسر عبد الرحمن صاحب — [illegible]
بھائی چوہدری محمد رفیق صاحب — محمد رفیق

(10)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مدرسہ عربیہ رائیونڈ
۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ
۴ جنوری ۲۰۱۶ء

مکرمین ومحترمین بندہ جناب مولوی محمد سعد، مولوی محمد یعقوب، مولوی ابراھیم دیولہ
مولوی احمد لاٹ، مولوی زھیر الحسن وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ جل شانہ کے فضل واحسان سے امید ہے کہ آپ سب حضرات بخیر وعافیت ہونگے، آپ حضرات کے خط مؤرخہ ۸ دسمبر کی صرف عکسی نقل ۲۵ دسمبر کو موصول ہوئی جسمیں آپ حضرات نے نظام الدین میں شوریٰ کی تشکیل کے بارے میں تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بیحد جزائے خیر عطا فرمائیں آمین جیسا کہ خط سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے امور کی حد تک آپ حضرات نے اپنے ساتھ معاونت کیلئے چند ساتھیوں کا اضافہ فرمایا ہے اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ عزیزم مولوی عبد الستار سلمہ کام میں ابھی اتنے معروف نہیں ہیں جبکہ عزیزم مولوی یوسف سلمہ ابھی نو عمر ہیں اور کام کی ابتداء میں ہیں انکے لیئے فی الحال اتنی بڑی ذمہ داری کا تحمل دشوار ہوگا۔ اس بناء پر ابھی یہ دونوں عمومی کام میں چلتے رہیں تو مناسب ہوگا

ممالک کے امور کے سلسلہ میں رائیونڈ میں اجتماع کے موقعہ پر باہمی مشورہ سے تینوں ملکوں سے تیرہ احباب پر مشتمل جو جماعت بنائی گئی ہے اس میں سے نظام الدین کی شوریٰ میں لیئے گئے پانچ احباب ہی نظام الدین کے امور کے سلسلے میں نوبت بہ نوبت فیصل بنتے رہیں!

انشاءاللہ اس طرح سے کام کرنا آپسمیں جوڑ محبت اور کام کی ترقی کا ذریعہ ہوگا
اللہ تعالیٰ ہم سبکو قبول فرمائیں اور اپنی مرضیات کے مطابق کام کرنیکی توفیق مرحمت فرمائیں
آمین

جملہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون و درخواست دعا

فقط والسلام
بندہ محمد عبد الوہاب عفی عنہ

نذر الرحمن عفی عنہ

[illegible]

(11)

6

محترم حاجی محمد عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کی ایک بابرکت اطلاعی تحریر
جمیع ساعیان تبلیغ کے نام

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مورخہ ۴ رصفر المظفر ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۶ رنومبر ۲۰۱۵ء

اللہ رب العزت نے اس دور میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سارے عالم میں دین کے احیاء کے لیے ظاہری وسائل کے بغیر نہج نبوی کے مطابق دین کی محنت کو زندہ کرنے کی مجاہدہ وقربانی کے ساتھ بنیاد ڈالی۔ ان کے انتقال سے قبل خود مولانا ہی کے فرمانے پر اس وقت کے اہل حل وعقد نے باہمی مشورے سے حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ذمہ دار متعین فرمایا جنھوں نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت نبوی اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگی کی روشنی میں کام کے مقصد اور طریقے کو واضح کیا اور اعتدال کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے کام کا تفصیلی نقشہ امت کے سامنے پیش فرمایا اور یہ کام سارے عالم میں پہنچ گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف کے انتقال پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حل وعقد کے مشورے سے حضرت مولانا محمد انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس مبارک کام کی ذمہ داری سونپی۔ انھوں نے ہر طرح کام کے نہج کی حفاظت فرمائی اور پھیلتے ہوئے کام میں اصل نہج کی حفاظت کے لیے انھوں نے اپنے رفقاء کے مشورے سے مختلف ممالک میں شوریٰ کی ترتیب قائم فرمائی۔ کہیں امیر کے ساتھ شوریٰ اور کہیں احباب شوریٰ میں سے باری باری فیصل بننے کی ترتیب بنائی گئی۔ نیز تمام ممالک میں بڑھتے ہوئے کام کی نگرانی اور ترقی کے لیے اپنے ساتھ دس اراکین پر مشتمل اپنی شوریٰ بنائی جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہر جگہ کی شوریٰ اور کام کرنے والے احباب کو اعتماد میں لے کر کام کرتی رہی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد وہ شوریٰ اسی نہج پر مصروف عمل رہی جس پر تینوں اکابر نے کام کو چلایا تھا۔

نومبر ۲۰۱۵ء میں نظام الدین، رائے ونڈ، بنگلا دیش اور دیگر ممالک کے پرانے ذمہ دار احباب نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم فرمودہ شوریٰ کی تکمیل کی جائے جس کے آٹھ افراد کا انتقال ہو چکا ہے اور صرف دو باقی رہ گئے ہیں تاکہ اس کام کا نہج اور طریقہ کار محفوظ رہے اور جب کبھی کسی اضافے یا تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو تو وہ اس شوریٰ کے مکمل اتفاق سے ہو تاکہ اجتماعیت باقی رہے۔ نظام الدین، رائے ونڈ اور کاکرایل میں کوئی ترتیب اس شوریٰ کے اتفاق کے بغیر شروع نہ کی جائے، شوریٰ کے کسی فرد کی کمی ہو جائے تو شوریٰ کے بقیہ احباب میں سے کم از کم دو تہائی افراد کی منظوری سے کمی پوری کرلی

(12)

جائے تاکہ شوریٰ کا وجود برقرار رہے۔ اور یہ مبارک کام اُمت کا کام رہے اور اجتماعی کام رہے۔

ہر جگہ کے پرانوں سے مذاکرے اور رائے لینے کے بعد اس شوریٰ میں محترم جناب حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی اور مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب آئندہ یہ شوریٰ اِن تیرہ احباب پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ مولانا ابراہیم دیولا صاحب (نظام الدین)
۲۔ مولانا یعقوب صاحب (نظام الدین)
۳۔ مولانا احمد لاٹ صاحب (نظام الدین)
۴۔ مولانا زُہیر الحسن صاحب (نظام الدین)
۵۔ مولانا نذر الرحمٰن صاحب (رائے ونڈ)
۶۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب (رائے ونڈ)
۷۔ مولانا عبداللہ خورشید صاحب (رائے ونڈ)
۸۔ مولانا ضیاء الحق صاحب (رائے ونڈ)
۹۔ قاری زبیر صاحب (کاکرائیل)
۱۰۔ مولانا ربیع الحق صاحب (کاکرائیل)
۱۱۔ بھائی واصف الاسلام صاحب (کاکرائیل)

اِس شوریٰ میں نظام الدین کے جو پانچ احباب ہیں وہ نظام الدین کی شوریٰ میں ہوں گے اور یہ شوریٰ نظام الدین کے جملہ امور باہمی مشورے سے سرانجام دے گی۔

(محمد عبدالوہاب عفی عنہ)

دستخط کنندگان کے اسماء گرامی:

مولانا محمد یعقوب صاحب
مولانا احمد لاٹ صاحب
ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب
بھائی فاروق صاحب
ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب
پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب
مولانا نذر الرحمٰن صاحب
مولانا محمد احسان الحق صاحب
مولانا طارق جمیل صاحب
بھائی بخت منیر صاحب
ڈاکٹر روح اللہ صاحب
بھائی چوہدری محمد رفیق صاحب

اطلاع

یہ محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کی مبارک تحریر ہے جو تمام کام کرنے والوں کی اطلاع کے لیے حاجی صاحب موصوف نے لکھوائی ہے۔ پڑھنے میں سہولت ہو اِس لیے اِسے کمپیوٹر سے ٹائپ کرا کر ساتھ میں منسلک کیا جارہا ہے اور جن حضرات کے اس پر دستخط ہیں اُن دستخط کنندگان کے نام بھی اِس ٹائپ کاپی پر لکھ دیئے گئے ہیں۔

فقط والسلام

(محمد خالد صدیقی)

محترم حاجی محمد عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کی ایک بابرکت اطلاعی تحریر

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

"جمیع ساعیانِ تبلیغ کے نام"

اللہ رب العزت نے اس دور میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سارے عالم میں دین کے احیاء کیلئے ظاہری وسائل کے بغیر نہج نبوی کے مطابق دین کی محنت کو زندہ کرنے کی مجاہدہ وقربانی کے ساتھ بنیاد ڈلوائی۔ ان کے انتقال سے قبل خود مولانا ہی کے فرمانے پر اس وقت کے اہل حل وعقد نے باہمی مشورے سے حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ذمہ دار متعین فرمایا جنہوں نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت نبوی اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگی کی روشنی میں کام کے مقصد اور طریقے کو واضح کیا اور اعتدال کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے کام کا تفصیلی نقشہ امت کے سامنے پیش فرمایا اور یہ کام سارے عالم میں پہنچ گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف کے انتقال پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حل وعقد کے مشورے سے حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس مبارک کام کی ذمہ داری سونپی۔ انہوں نے ہر طرح کام کے نہج کی حفاظت فرمائی اور پھیلتے ہوئے کام میں اصل نہج کی حفاظت کیلئے انہوں نے اپنے رفقاء کے مشورے سے مختلف ممالک میں شوریٰ کی ترتیب قائم فرمائی۔ کہیں امیر کے ساتھ شوریٰ اور کہیں احباب شوریٰ میں سے باری باری فیصل بننے کی ترتیب بنائی گئی نیز تمام ممالک میں پھیلتے ہوئے کام کی نگرانی اور ترقی کیلئے اپنے ساتھ دس اراکین پر مشتمل ایک شوریٰ بنائی جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہر جگہ کی شوریٰ اور کام کرنے والے احباب کو اعتماد میں لے کر کام کرتی رہی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد وہ شوریٰ اسی نہج پر مصروف عمل رہی جس پر تینوں اکابر نے کام کو چلایا تھا۔

نومبر ۲۰۱۵ء میں نظام الدین، رائے ونڈ، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک کے پرانے ذمہ دار احباب نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم فرمودہ شوریٰ کی تکمیل کی جائے جس کے آٹھ افراد کا انتقال ہو چکا ہے اور صرف دو باقی رہ گئے ہیں تاکہ اس کام کا نہج اور طریقہ کار محفوظ رہے اور جب کبھی کسی اضافے یا تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو تو وہ اس شوریٰ کے مکمل اتفاق سے ہو تاکہ اجتماعیت باقی رہے۔ نظام الدین، رائے ونڈ اور کاکرائیل میں کوئی ترتیب اس شوریٰ کے اتفاق کے بغیر شروع نہ کی جائے، شوریٰ کے کسی فرد کی کمی ہو جائے تو شوریٰ کے بقیہ احباب میں سے کم از کم دو تہائی افراد کی منظوری سے کمی پوری کر لی جائے تاکہ شوریٰ کا وجود برقرار رہے اور یہ مبارک کام امت کا کام رہے اور اجتماعی کام رہے۔

ہر جگہ کے پرانوں سے مذاکرے اور رائے لینے کے بعد اس شوریٰ میں محترم جناب حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی اور مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کا اضافہ

کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب آئندہ یہ شوریٰ ان تیرہ احباب پر مشتمل ہوگی

۱۔ مولانا ابراہیم دیولا ؒ (نظام الدین)	۲۔ مولانا یعقوب ؒ (نظام الدین)
۳۔ مولانا احمد لاٹ ؒ (نظام الدین)	۴۔ مولانا زهیر الحسن ؒ (نظام الدین)
۵۔ مولانا نذر الرحمن ؒ (رائے ونڈ)	۶۔ مولانا عبید الرحمن ؒ (رائے ونڈ)
۷۔ مولانا عبید اللہ خورشید ؒ (رائے ونڈ)	۸۔ مولانا ضیاء الحق ؒ (رائے ونڈ)
۹۔ قاری زبیر ؒ (کاکرائل)	۱۰۔ مولانا ربیع الحق ؒ (کاکرائل)
۱۱۔ بھائی واصف الاسلام ؒ (کاکرائل)	

اس شوریٰ میں نظام الدین کے جو پانچ احباب ہیں وہ نظام الدین کی شوریٰ میں ہونگے اور یہ شوریٰ نظام الدین کے جملہ امور باہمی مشورے سے سرانجام دیگی۔

مورخہ ۴ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۲۰۱۵ء

محمد عبد الوہاب عفی عنہ

"اطلاع"

یہ محترم حاجی عبد الوہاب ؒ دامت برکاتہم کی مبارک تحریر جو تمام کرنے والوں کی اطلاع کیلئے حاجی صاحب موصوف نے لکھوائی ہے۔ پڑھنے میں سہولت ہوا اس لئے کمپیوٹر سے ٹائپ کراکر ساتھ میں منسلک کیا جارہا ہے اور جن حضرات کے دستخط ہیں ان دستخط کنندگان کے نام بھی ٹائپ کر کے دیئے گئے ہیں۔

فقط

والسلام

بندہ ناکارہ [illegible] غلام [illegible] عفی اللہ عنہ

مولانا محمد یعقوب صاحب	محمد یعقوب
مولانا نذر الرحمن ؒ	نذر الرحمن عفی عنہ
مولانا احمد لاٹ ؒ	احمد لاٹ
مولانا محمد احسان الحق	محمد احسان الحق
ڈاکٹر محمد خالد صدیقی ؒ	[illegible]
مولانا فاروق جمیل ؒ	فاروق جمیل
بھائی فاروق احمد ؒ	فاروق احمد
بھائی بخت منیر ؒ	بخت منیر
ڈاکٹر ثناء اللہ ؒ	ثناء اللہ خان
ڈاکٹر روح اللہ ؒ	روح اللہ عفی عنہ
پروفیسر عبدالرحمن ؒ	[illegible]
بھائی چوہدری محمد رفیق ؒ	محمد رفیق

باسمہ تعالیٰ

دوشنبہ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

۴ جنوری ۲۰۱۶ء

بنگلہ والی مسجد بستی حضرت نظام الدین

نئی دہلی

مخدوم ومکرم بھائی عبدالوہاب صاحب زیدمجدکم وسلمکم وحفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدای پاک آپ کو زندہ وسلامت رکھے اور آپ کے مبارک سایے کو ہم سب پر اور پوری امت پر تادیر قائم رکھے۔

الحمدللہ گذشتہ رائے ونڈ کے اجتماع پر ایک عظیم کام آپ کے مبارک ہاتھوں ہوگیا کہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز کی ہوئی شوریٰ میں اضافہ ہوکر اب تیرہ کی ہوگئی اور بنگلہ والی مسجد کی سابقہ شوریٰ جو چار کے انتقال سے ختم ہی ہوگئی تھی آپ نے مشورہ فرماکر پانچ افراد کی شوریٰ بنگلہ والی مسجد کے لیے تجویز فرمادی۔ خدای پاک اس میں ہر طرح کی خیر وبرکت فرمائے۔ تمام کام کرنے والوں کو اس سے خوشی ہوئی۔

مولوی سعد صاحب نے رائے ونڈ میں جو کچھ کیا وہ سب آپ کے سامنے ہے۔ یہاں آکر خوب خوب اُدھم مچایا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ کوئی شوریٰ نہیں، سب غلط ہے، پھر شاید خود خیال آیا ہوگا یا کسی نے سمجھایا ہوگا کہ تمام کام کرنے والوں سے مشورہ لے کر بھائی عبدالوہاب صاحب نے جو شوریٰ تجویز فرمائی ہے اور جس کو پورا عالم قبول کرچکا، اس کے خلاف آپ کا یہ ہنگامہ اور اس کو چیلنج کرنا مناسب نہیں ہے تو پینترا بدل کر ایک ڈرامائی انداز سے پہرے بٹھا کر ایک مشورہ کر ڈالا جس میں بنگلہ والی مسجد کی پانچ افراد کی شوریٰ میں اپنے چار "yes man" شامل کردیئے اور آپ کو اس کی اطلاع کا خط بھیج دیا۔ حُبِ جاہ کا ایسا دورہ پڑا ہوا ہے کہ بالکل اندھے ہورہے ہیں اور عجیب عجیب حرکتیں کررہے ہیں۔

بندہ کی حقیر رائے ہے کہ آپ کی طرف سے اس کا جواب جانا چاہیے کہ بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ میں سردست اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو پانچ افراد تجویز ہوئے ہیں وہی سب کو ساتھ لے کر، صلاح ومشورہ سے سابقہ ترتیب کے مطابق ایک ایک ہفتہ نوبت بہ نوبت فیصل ہوکر کام کرتے رہیں اور اللہ پاک سے خوب دعاؤں کا اہتمام کرتے رہیں۔ بندہ دعا کرتا ہے کہ آئندہ ٹونگی میں آپ سے صحت وقوت کے ساتھ اللہ ملاقات کرائے۔

فقط والسلام

(خالد صدیقی)

(16)

(2)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

از بندۂ ناکارہ محمد خالد صدیقی عفی اللہ عنہ — جمعرات ۷/جنوری ۲۰۱۶ء

مقیم حال ٹونگی اجتماع ڈھاکہ

بخدمت مخدومین ومکرمین ومحترمین حضرات شوریٰ زید مجدکم (جو اس وقت یہاں ٹونگی میں موجود ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۔ حضرت جی ثالث حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں اپنے متبادل کے طور پر دس افراد کی ایک شوریٰ تجویز فرمائی تھی۔

۲۔ حضرت مولانا سعید احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرحوم سے دریافت کیا کہ جب آپ موجود ہیں تو آپ ہمارے امیر ہیں ہی، لیکن جب اور جہاں آپ موجود نہ ہوں وہاں کام کی کیا ترتیب رہے۔

۳۔ حضرت مرحوم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ جماعت یا اس میں سے جتنے موجود ہوں وہ باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل طے کرلیا کریں۔

۴۔ حضرت کے وصال کے دوسرے دن حضرت کی تجویز کردہ اس جماعت نے بنگلہ والی مسجد کا کام چلانے کے لیے پانچ افراد کی ایک شوریٰ تجویز فرمائی جو نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل ہوکر کام کریں۔

۵۔ حضرت کی تجویز کردہ جماعت کے آٹھ افراد دھیرے دھیرے اللہ کو پیارے ہوگئے خدای پاک سب کو غریقِ رحمت فرمائے۔ صرف دو رہ گئے تھے اور اب مشورہ سے بفضلہ تعالیٰ ان میں اضافہ ہوکر تیرہ (۱۳) افراد ہوگئے ہیں۔

۶۔ بنگلہ والی مسجد کی جماعت میں سے چار اللہ کو پیارے ہوکر گویا وہاں شوریٰ ہی ختم ہوگئی تھی تو بفضلہ تعالیٰ وہاں کے لیے بھی پانچ افراد کی شوریٰ تجویز ہوگئی جو سابقہ ترتیب سے کام کرے۔

۷۔ اب جب کہ ہم یہاں ٹونگی میں جڑ رہے ہیں تو درخواست ہے کہ شوریٰ کی یہ تیرہ (۱۳) افراد کی جماعت یا اس میں سے جتنے یہاں موجود ہیں وہ باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل تجویز کرلیں تاکہ انفرادی، اجتماعی، ملکی، غیر ملکی اُمور میں اُس سے رجوع کیا جاسکے۔ اور ہم کام کرنے والوں کو معلوم بھی ہوجائے کہ اس جوڑ میں فیصل کون ہے؟

فقط والسلام

(خالد صدیقی)

17

3

باسمہ تعالیٰ

از بندۂ ناکارہ محمد خالد صدیقی عفی اللہ عنہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

مقیم حال مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ بدھ ۲۰ جنوری ۲۰۱۶ء

مخدومین ومکرمین حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد، مولانا یعقوب صاحب مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولوی محمد سعد صاحب، مولوی محمد زہیر الحسن صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ جل شانہ سے امید اور دعا ہے کہ آپ سب حضرات بخیر وعافیت ہوں۔

۱۔ مولوی زبیر صاحب مرحوم کے وصال کے بعد گویا بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ ہی ختم ہو گئی تھی، صرف ایک فرد مولوی محمد سعد صاحب رہ گئے تھے اور ایک فرد کی شوریٰ ہوتی نہیں، ہم خدام بنگلہ والی مسجد نے رائے دی بلکہ کئی بار درخواست کی کہ سر دست مولانا یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا احمد لاٹ صاحب کے ساتھ شامل ہو کر چار کی شوریٰ متعین کر کے ترتیب کے مطابق ایک ایک ہفتہ فیصل ہو کر مشورہ کرا لیا کریں مگر مولوی سعد صاحب اس پر راضی نہ ہوئے بلکہ اپنے مستقل فیصل رہنے پر مُصر اور بضد رہے۔ نوبت بہ نوبت فیصل رہنے پر کچھ ناگواری کا اظہار فرمایا اور ایک طویل عرصہ اسی طرح گزر گیا۔

۲۔ بہر حال گزشتہ نومبر میں پڑوس کے اجتماع کے موقع پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ نے ضرورت سمجھ کر تمام موجود اہل الرای سے مشورہ لے کر حضرت کی تجویز کردہ شوریٰ کی جماعت جس میں صرف دو رہ گئے تھے، گیارہ افراد کا اضافہ فرما کر تیرہ افراد تجویز کر دیئے۔ جس میں آپ پانچوں افراد ہیں اور آپ پانچوں افراد کو ہی بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ کے طور پر تجویز فرما دیا۔ اس فیصلہ سے سب کو خوشی اور اطمینان ہوا۔

۳۔ سفر کی واپسی پر فوراً اس پر عمل ہونا چاہیے تھا اور پانچوں افراد کو نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل ہو کر مشورہ کرانا چاہیے تھا مگر مولوی سعد صاحب نے وہاں بھی مخالفت فرمائی تھی اور بنگلہ والی مسجد واپس ہو کر بحیثیت فیصل قابض رہے۔ بندہ کو مولوی سعد صاحب کے مستقل فیصل بنے رہنے پر پہلے بھی حد درجہ اشکال تھا اور شوریٰ تجویز ہونے کے بعد بھی فیصل بنے رہنے سے انتہائی انقباض ہوا کہ بنگلا والی مسجد میں روزانہ معمول کے مشورہ میں اسی انقباض کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔

۴۔ اسی طرح گذشتہ ٹونگی کے اجتماع میں پہنچ کر تیرہ افراد کی شوریٰ میں سے جو وہاں پہنچ چکے تھے اپنے ایک پرچہ کے ذریعہ اُن کو یاد دہانی کرائی کہ آپ تیرہ میں سے جو یہاں موجود ہیں وہ پہلے آپس میں جُڑ کر باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل طے فرمالیں تا کہ اُسی کے تحت اجتماع کے تمام امور کی کارروائی ہو، مگر بندہ کو معلوم ہوا کہ یہ [redacted] حضرات جُڑ کر یہ مشورہ نہ کر سکے اور اپنی عادت کے مطابق مولوی سعد صاحب خود ہی فیصل بنے رہے۔ انقباض کی وجہ سے بندہ وہاں بھی کسی مشورہ میں شریک نہ ہو سکا۔ یہ سب مشورہ کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس سے آمریت کی بو آتی ہے اور اللہ جل شانہ کی مدد اس سے ہٹ جاتی ہے۔ اس لیے بندہ کی آپ پانچوں حضرات سے درخواست ہے کہ بغیر کسی ادنیٰ تاخیر کے مشورہ کے مطابق نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل رہا کریں۔ دنیا میں جہاں جہاں بفضلہ تعالیٰ کام ہو رہا ہے بنگلہ والی مسجد سے اسی ترتیب پر شوریٰ اور فیصل کا تعین ہوتا رہا ہے، بنگلہ والی مسجد سے تو بہ درجۂ اتم اس کا نمونہ پیش ہونا چاہیے۔

۵۔ اپنی عمر، قدامت، قربانی، جہد مسلسل اور تجربات کے اعتبار سے اس عالی محنت میں حاجی عبدالوہاب صاحب، مولانا یعقوب

(19)

صاحب، مولانا ابراہیم صاحب مدظلہم العالی کی حیثیت گویا سند (اتھارٹی) کی ہے۔ حاجی صاحب ہمارے تینوں اکابر ثلاثہ کا دور دیکھے ہوئے ہیں اور تینوں کی زیارت، صحبت، رفاقت انہیں حاصل ہے۔ اور تبلیغ گویا جذب اور ہضم کیے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب دونوں حضرات شیخین یعنی مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا محمد انعام الحسن صاحب کے معتمد خاص رہے۔ یہ معلوم ہوکر بندہ کو مسرت ہوئی کہ حاجی صاحب موصوف اپنے مرکز اور عملے پر برابر یہ نظر رکھتے ہیں کہ مسجد کے اعمال میں کوئی بات اس عالی محنت کے نہج اور اصول کے خلاف نہ کہی جائے، اگر کبھی کسی فرد کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نہج سے ہٹ کر کوئی بات کہی ہے تو حاجی صاحب موصوف اسے تخلیہ میں یاد فرما کر سمجھا دیتے ہیں اور اس کی اصلاح اور رہبری فرما دیتے ہیں۔ بندہ کی درخواست ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب بھی بنگلہ والی مسجد کے اعمال بعد فجر کے بیان سے لے کر بعد عشاء حیاۃ الصحابہ تک اسی طرح روانگی، واپسی، کارگذاری اور بیرونی حلقات کی نگرانی فرمائیں اور گہری نظر رکھیں کہ اس عالی محنت کے نہج کے خلاف کوئی بات نہ کہی جائے اور نہ بیان کی جائے۔ اکابر ثلاثہ کے پورے مبارک دور میں کام کے تمام اصول منقح ہوکر سامنے آچکے ہیں۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو لکیر کا فقیر بن کر وہی کہنا اور زبان پر لانا ہے، ادھر کچھ عرصہ سے بنگلہ والی مسجد میں اس مسئلہ میں بڑی بے احتیاطی ہو رہی ہے جس پر بہت سے لوگوں کو تشویش اور فکر ہے۔ بنگلہ والی مسجد کا مسئلہ بڑا اہم اور نازک ہے، اس عالی محنت کے سلسلہ میں سارا عالم بنگلہ والی مسجد سے رجوع کرتا ہے اور پورے عالم سے لوگ اس عالی محنت کو سیکھنے یہاں آرہے ہیں اور تمام ساعیانِ تبلیغ اصولوں کو سمجھنے اور اخذ کرنے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اس لیے بندہ کی اپنے ان دونوں بزرگوں سے درخواست ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں۔

۶۔ حجرے میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے تمام مشورے والے سما نہیں پاتے ہیں، اگر کسی کو کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے تو اُسے مناسب جگہ نہیں مل پاتی ہے۔ اور پھلانگ کر آگے بڑھنے میں حجاب ہوتا ہے اس لیے بندہ کی رائے ہے کہ روزانہ معمول کا مشورہ ہال میں ہو جہاں کھانا ہوتا ہے جس طرح مولوی سعد صاحب کی عدم موجودگی میں حجرے کے بند ہونے کی وجہ سے مشورہ ہال میں ہوا کرتا ہے۔ تجرید کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو وہاں سے اٹھ کر حجرے میں ہو سکتا ہے۔ فقط والسلام

حروف تہجی کے اعتبار سے آپ پانچوں حضرات کی ایک ایک ہفتہ نوبت بہ نوبت مشورہ کرنے کی ترتیب مندرجہ ذیل ہوگی۔

۱۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب

۲۔ مولانا احمد لاٹ صاحب

۳۔ مولانا محمد زہیر الحسن صاحب

۴۔ مولانا محمد سعد صاحب

۵۔ مولانا محمد یعقوب صاحب

والسلام

(signature)

(خالد صدیقی)

(19)

(4)

باسمہ تعالیٰ

از بندۂ ناکارہ محمد خالد صدیقی عفی اللہ عنہ
مقیم حال بنگلہ والی مسجد، بستی حضرت نظام الدینؒ
نئی دہلی۔۱۱۰۰۱۳

جمعرات ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ
۴ فروری ۲۰۱۶ء

مخدومین ومکرمین حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد، حضرت مولانا یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولوی محمد سعد صاحب ومولوی محمد زہیر الحسن صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی زُبیر صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد تو بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ ہی گویا ختم ہوگئی تھی اور یہ مشکل تھی کہ کام سے متعلق کوئی مسئلہ کس سے کہا جائے۔ اب جب کہ بفضلہٖ تعالیٰ گذشتہ نومبر میں آپ پانچوافراد پر مشتمل بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ تجویز ہوگئی اور پورے عالم کے کام کی رہبری اور نگرانی کے لیے حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ نے دس افراد پر مشتمل جوشوریٰ تجویز فرمائی تھی اور جس میں صرف دو ہی افراد باقی رہ گئے تھے، اضافہ ہوکر اب بفضلہٖ تعالیٰ تیرہ افراد پر مشتمل ہوگئی ہے تو ضرورت سمجھ کر کچھ گذارشات آپ کی خدمت میں عرض کرر ہا ہوں اور آپ سے امید ہے کہ جس خلوص سے یہ عرض ومعروض ہے، آپ بھی پوری توجہ فرمائیں گے۔

۱۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ، دونوں حضرات بڑے حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے اجازت یافتہ تھے اور دونوں ہی حضرات اپنے اپنے وقت پر اس عالی محنت کے امیر ہوئے۔ بنگلہ والی مسجد میں بیعت فرمایا کرتے تھے اور یہ دونوں ہی حضرات بیعت میں عہد کی تجدید اور توبہ کے بعد کچھ اس طرح کے کلمات کہلایا کرتے تھے:

''بیعت کی میں نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ہاتھ پر یوسف (انعام) کے واسطے سے''۔

حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کے وصال کے دوسرے دن جب شوریٰ مشورہ کے لیے جمع ہوئی تو اُس نے بنگلہ والی مسجد کا کام چلانے کے لیے ایک شوریٰ پانچ افراد پر مشتمل تجویز فرمائی جو ایک ایک ہفتہ باری باری فیصل ہوکر بنگلہ والی مسجد کا کام چلائے۔

دوسرے شوریٰ نے طے فرمایا کہ سر دست بنگلہ والی مسجد میں بیعت موقوف رہے گی اور وہ آج تک موقوف ہے۔

بندہ کو یاد ہے کہ ایک بار تخلیہ میں میں نے مولوی زبیر صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ اپنا ہاتھ بڑھایئے اور مجھے بیعت کرلیجیے۔ بندہ پہلے تو مولانا یوسف صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا اُن کے وصال کے بعد مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ سے بیعت ہوا، اب اُن کے اجازت یافتہ صرف ایک آپ ہی ہیں، مجھے بیعت فرمالیں تاکہ بندہ کا یہ خانہ خالی نہ رہے۔

مگر بندہ کی اِس درخواست پر مولوی زبیر صاحب مرحوم تیار نہ ہوئے جب کہ اُس وقت اُن کے حُجرے میں ہم دونوں ہی تھے اور میری درخواست کے جواب میں فرمایا کہ حضرت کے وصال کے بعد شوریٰ نے اپنے مشورہ سے کسی مصلحت کی وجہ سے بیعت موقوف کردیا ہے، شوریٰ میں ایک میں بھی ہوں اور مشورہ میں شریک تھا۔ شوریٰ کے اس فیصلہ کی خلاف ورزی مناسب نہیں ہے، تم حضرت سے بیعت تھے اور حضرت نے جو پڑھنے پڑھانے کے لیے فرمایا ہوگا وہ کرتے ہی ہوگے، البتہ اس سلسلہ میں کچھ رہبری چاہو تو میں حاضر ہوں مگر شوریٰ کے مشورہ کی خلاف ورزی کرکے

میرا بیعت کرنا مناسب نہیں۔ بندہ کو جہاں تک معلوم ہے اُنھوں نے اپنی زندگی میں کسی کو بیعت نہیں فرمایا اور بہت جلد اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ خدای کریم اُن کی تُربت پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔

٢۔ مولوی زبیر صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد پہلے تو کچھ خاموشی اور چپکے چپکے اور رازدارانہ طور پر اور پھر بعد میں علی الاعلان مولوی سعد صاحب بیعت کرنے لگے۔ اُنھوں نے بندہ سے خود ہی ایک بار اس کی صفائی میں کچھ اس طرح فرمایا تھا کہ میں نے بیعت اس لیے شروع کردی ہے کہ بیعت کے بغیر اطاعت ممکن نہیں ہے یعنی جب تک امت کو بیعت نہ کراؤں گا وہ میری اطاعت نہ کرسکے گی۔ بنگلہ والی مسجد کے علاوہ جوڑ اور اجتماعات میں بھی بیعت کرنا شروع کردیا۔ بھوپال اور ٹونگی میں بھی بیعت ہوئی اور گذشتہ لہرپور ضلع سیتاپور میں یوپی کے پُرانوں کے جوڑ میں بیعت فرمایا بلکہ لہرپور کے جوڑ میں تو ''**مولوی شریف اینڈ کو**'' نے بیعت ہونے کا اعلان فرمایا کہ جن کو بیعت ہونا ہو وہ عیدگاہ میں جمع ہوجائیں، غالباً جوڑ کے جلسہ گاہ کے قریب ہی عیدگاہ ہوگی۔ یہ بات ہمارے کام کرنے والے بعض مخلص احباب نے جو اس جوڑ میں شریک تھے، بندہ سے بتائی، بعض نے فون پر بتایا، بعض نے خط لکھ کر مطلع کیا۔ حضرات شیخین یعنی محمد یوسف صاحب اور مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں کبھی بھی بنگلہ والی مسجد یا سفروں میں اجتماعات پر بیعت کا اعلان نہیں ہوتا تھا۔

٣۔ مولوی سعد صاحب کے بیعت کرنے پر بندہ کو اشکال ہے، اس وجہ سے کہ جب شوریٰ نے بیعت موقوف فرمادیا تھا اور جو اب تک موقوف ہے تو شوریٰ کے فیصلہ کے علی الرغم (جس میں خود آپ بھی موجود تھے) بیعت کرنا، کہیں شوریٰ کی خلاف ورزی تو نہیں ہے؟ اور بندہ کے نزدیک یقیناً یہ خلاف ورزی ہے اور اس عالی محنت میں ہمارا سارا کام مشورہ اور شورائیت سے ہوتا ہے۔

دوسرے نہ انھوں نے بڑے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا، نہ اُن کو دیکھا بلکہ اُس وقت تک تو وہ پیدا ہی نہ ہوئے تھے، نہ اُن کے اجازت یافتہ پھر اُن کا بیعت میں اللہ کے بندوں سے یہ کہلانا کہ:

''بیعت کی میں نے مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سعد کے واسطہ سے''

کیا اس کا اُن کے لیے کوئی جواز ہے؟ بزرگوں کی کتابوں اور اُن کے ملفوظات میں بندہ نے کہیں پڑھا تھا کہ جو کسی اہل حق بزرگ کا اجازت یافتہ نہ ہو اُس کو اُن بزرگ کا نام لے کر بیعت کرانا، سلوک کی لائن سے بہت بڑی خیانت ہے۔

بنگلہ والی مسجد میں بعد مغرب دعا کے بعد عشاء کی اذان تک کا وقت اعمال کا ہوتا ہے۔ مسجد میں تو اردو میں بیان ہوتا ہے اور مختلف حلقے ہوتے ہیں، بیرونی ممالک کے آئے ہوئے مہمانوں کے حلقے بھی الگ الگ اُسی وقت ہوتے ہیں اور بنگلہ والی مسجد میں آئے ہوئے مجمع کو انھیں حلقوں میں شریک ہونا چاہیے کہ وہ اسی لیے یہاں آئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مشاہدہ ہے کہ ایک بڑا مجمع حجرے کے سامنے بیعت و مصافحہ کے لیے جمع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح یہ خبر بھی ملی ہے کہ اندر عورتوں کے حصہ سے ترغیب دے کر مہمان عورتوں کو مسجد والے اعمال سے اُٹھا کر زنانہ مکان میں بُلایا جاتا ہے اور رسّی پکڑائی جاتی ہے جس کا سرا حجرے کی رسّی سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس طرح روزانہ عورتوں کو بیعت میں شامل کیا جاتا ہے اور دیر تک یہ سلسلہ رہتا ہے، مسجد کا عمل اس ہنگامہ میں دب جاتا ہے اور جو بیان میں بیٹھ بھی جاتے ہیں وہ یکسوئی سے بات نہیں سنتے اور بنگلہ والی مسجد کے تمام حلقات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ یہ بھی خبریں بندہ کے پاس آرہی

(21)

ہیں کہ یہی ''مولوی شریف اینڈ کو'' ترغیب دے کر، فون کر کے لوگوں کو بیعت کے لیے بنگلہ والی مسجد بُلا رہے ہیں کہ اب ''حضرت'' ہی ہمارے امیر ہیں، آ کر اُن کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ، بعض جگہوں خصوصاً یوپی سے بندہ کے پاس خبریں پہنچی ہیں کہ یہی ''مولوی شریف اینڈ کو'' مولوی سعد صاحب کی امارت کا اعلان کر رہے ہیں۔ یہ بھی بندہ کے پاس تواتر کے ساتھ خبریں آ رہی ہیں کہ یہی ''مولوی شریف اینڈ کو'' ہماری اس عالی محنت کے نہج سے ہٹ کر نئی نئی باتیں چلا رہے ہیں گویا ایک نئی تبلیغ جو ان پر الہام اور القاء ہو رہی ہے جس کا اُس تبلیغ سے کوئی جوڑ نہیں جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آج سے ستر اسّی سال پہلے مدینہ منورہ میں بطور تحفہ امت کی حیات اور سرسبزی اور پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے دی گئی تھی۔

بندہ کے نزدیک اِن سب باتوں کے ذمہ دار خود مولوی سعد صاحب ہیں کہ اُنھیں سے شہ پا کر اور اُنھیں سے اس نئی تبلیغ کو سن کر یہ ''مولوی شریف اینڈ کو'' یہ نئی نئی باتیں معاذ اللہ شریعت، سیرت، سنت اور حیاۃ الصحابہ کی مقدس اصطلاحوں کا حوالہ دے کر چلاتے ہیں۔

گذشتہ پڑوس کے اجتماعات میں بہت سے عرب ممالک کے کام کرنے والے نیز دیگر ممالک کے مختلف دوستوں نے ہماری قیام گاہوں پر آ کر حالات بتائے کہ ''مولوی شریف اینڈ کو'' کی قسم کے جو لوگ بنگلہ والی مسجد کی جماعت میں ہمارے یہاں جوڑ اور اجتماعات میں بھیجے جا رہے ہیں وہ بہت سی گڑھی ہوئی نئی نئی باتیں اصولوں کے نام پر ہمارے یہاں آ کر بیان کر رہے ہیں جس سے ہمارے یہاں انتشار ہو رہا ہے اور دو ذہن کام کرنے والوں میں بن رہے ہیں'' اس پر آپ لوگ توجہ فرمائیں اور روک لگائیں۔ یہ سب باتیں بڑی تشویش ناک ہیں، بندہ کے پاس جو خبریں آتی رہیں وہ اشارتاً لکھ دیا اور مجمل طور پر ''مولوی شریف اینڈ کو'' لکھ دیا، انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات پر اس کی تفصیل عرض کروں گا اور اس کی وضاحت بھی کروں گا کہ اس ''کمپنی'' سے بندہ کی کیا مراد ہے۔

اب اس خط کے آخر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ بندہ کے اس خط کے مشتملات کی آپ اپنے طور پر بھی تحقیق فرمائیں اور اگر یہ صحیح ہیں تو پھر آپ اس کا نوٹس لیں کہ آپ جواب دہ اور مسئول ہیں۔ بڑے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور صحبت یافتہ ایک منشی نصر اللہ صاحبؒ تھے جو غالباً ہمارے منشی بشیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔ بندہ نے اُن کو دیکھا ہے، پیرانہ سالی کی وجہ سے بنگلہ والی مسجد میں قیام تو نہیں کرتے تھے مگر وطن سے کبھی کبھی بنگلہ والی مسجد تشریف لاتے تھے، اُن کے پاس بڑے حضرت جی کے قلمی ملفوظات کی ایک کاپی تھی، بڑے قیمتی ملفوظات تھے، بندہ اُن سے لے کر کچھ اپنی کاپی میں نوٹ بھی کرتا تھا جو میرے کاغذات کے ذخیرے میں کہیں یقیناً ہوں گے اُن میں بڑے حضرت کا ایک ملفوظ کچھ اس طرح تھا کہ:

''اس عالی کام کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح اپنی کنواری لڑکی کی عزت وعصمت کی حفاظت کی تمھیں فکر رہتی ہے''۔

اس لیے آپ پر اس کی ذمہ داری زیادہ ہے۔ الحمد للہ یہ عالی محنت اپنے آسان اور سادہ اصولوں کے ساتھ عالمگیر ہو چکی۔ اس کو تمام ملاوٹوں اور آلائشوں سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس سلسلہ میں بندہ کی چند تجاویز ہیں:

(۱) حاجی عبد الوہاب صاحب کو آپ صورتِ حال تحریر فرمائیں کہ وہ ہم سب میں بڑے ہیں بندہ کے اس خط کی کاپی بھی

چاہیں تو بھیج دیں اور اُن سے درخواست کریں کہ وہ خود اور بقیہ شوریٰ کے بارہ افراد یہاں بنگلہ والی مسجد کسی تاریخ میں تشریف لائیں تاکہ اِن احوال پر غور کیا جاسکے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

(۲) مولانا افتخار الحسن کاندھلوی دامت برکاتہم کو مطلع کریں کہ شوریٰ کے مشورہ کے علی الرغم مولوی سعد صاحب بیعت فرمانے لگے ہیں اور بیعت میں بڑے حضرت جی کا نام لے کر اُن کے ہاتھ پر اپنے واسطہ سے بیعت کراتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ رہبری فرمائیں گے۔

(۳) مزید رہبری کے لیے ندوہ، دیوبند اور مظاہر العلوم کے دار الافتاء سے رجوع فرمالیں کہ "ایک ادارہ جو شوریٰ کے تحت چلتا ہے، اِس ادارہ سے متعلق اگر کوئی فردِ شوریٰ کے فیصلہ کے خلاف اور اُس کے علی الرغم کوئی اقدام کرے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے"۔

فقط والسلام

(محمد خالد صدیقی)

(نوٹ: آپ حضرات کو بندہ کا یہ خط پڑھنے میں آسانی ہو، بندہ کمپوٹر پر ٹائپ کر کے ساتھ میں رکھ رہا ہے۔)

23

باسمہٖ تعالیٰ

۱۶؍ ارزی شدہ ۱۲۳۶

محترم المقام!   زیدت حسناتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ حضرات کی توجہ مطلوب ہے۔

تبلیغی جماعت ہمارے بزرگوں کی بنائی ہوئی ایک خالص مذہبی جماعت ہے، جس کا ایک شورائی نظام ہے اور اللہ نے اس کو مقبولیت عطا فرمائی ہے، اور ساری دنیا میں کام ہو رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا گزشتہ چند دنوں میں ناپسندیدہ خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہی ہیں۔ مزید براں مرکز کے باہر کچھ لوگوں کے ساتھ مار پیٹ بھی ہوئی ہے، یہ ناپسندیدہ صورت حال ہم سب لوگوں کے لیے تشویش کا سبب بنی ہوئی ہے۔ چونکہ آپ حضرات اپنی پوری زندگی جماعت کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں، جماعت میں متعارف ہیں اور اپنا اثر رکھتے ہیں، اس لیے ہم خدام دارالعلوم دیوبند اپنے دکھ اور درد کو آپ کے سامنے رکھ کر موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر مرکز کے حالات کو سنبھالنے اور بہتر بنانے کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا یہ ماننا ہے کہ جماعت تبلیغ عملاً اور مسلکاً اکابر رحمہم اللہ کے طریق سے خدانخواستہ ہٹ کر محفوظ نہیں رہ سکے گی۔ نیز خلفشار کی یہ صورت دشمنان دین کے لیے بہ آسانی اپنی من مانی کرنے کے لیے راستہ بھی صاف کر دے گی۔

ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت کی حفاظت فرمائے اور اکابر کے طریق پر اخلاص کے ساتھ جماعت تبلیغ کو زندہ جاوید رکھے، نیز آپ حضرات کی کوشش کو بار آور بھی فرمائے، آمین ثم آمین۔

والسلام

[illegible]
مدرس دارالعلوم دیوبند

[illegible]
مہتمم دارالعلوم دیوبند

[illegible]

[illegible]
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

[illegible]
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باسمہ سبحانہ

عزیز گرامی قدر و منزلت مولانا محمد سلمان صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون۔ گزشتہ کل بروز یکشنبہ ۱۴ ذیقعدہ تقریباً بارہ بجے دن میں بستی حضرت نظام الدین دہلی سے ایک وفد تقریباً بارہ چودہ افراد پر مشتمل جن کے اسماء منسلک تحریر میں درج ہیں میرے پاس بیٹھک میں پہونچا۔ جن میں سے بعض کو میں پہچانتا تھا اکثر کو نہیں، بہرحال سب کا تعارف کرایا گیا۔ انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بتایا اور ساتھ میں ایک تحریر بھی لائے، جسکو میں نے اسوقت نہیں بعد میں اس وفد کے جانیکے بعد پڑھا، اسوقت تو زبانی بات چیت ہوتی رہی درمیان میں ظہر کی نماز کا وقت ہوجانیکی وجہ سے سب نماز کیلئے اٹھ گئے۔ حکیم حسین والی مسجد میں سب نے نماز پڑھی۔

نماز کے بعد میں نے حاجی نعمت اللہ مرحوم کے صاحبزادے سے کہا آپ میرے مہمان ہیں کھانا آپکو ہمارے یہاں ہی کھانا ہے، اور مجھے ایک بات ابھی اور کہنی ہے۔ چنانچہ وہ سب حضرات پھر بیٹھک میں آگئے،

اس مرتبہ میں نے ان سے عرض کیا کہ مولوی زہیر سلمہ کا مصالحہ تو ہو یا نہ ہو اصل تو انکی تبلیغی کاموں میں شرکت کا مسئلہ ہے، مولانا سعد صاحب انکو اس کام میں ذمہ دار ہونیکی حیثیت سے شریک کرنا نہیں چاہتے ہیں پھر انکا مصالحہ ہو تو کیسے ہو؟

دوسرا مسئلہ جو اصل مسئلہ ہے وہ تو وہ ہے جس سے تمام اہل علم اور پرانے ذمہ داران تبلیغ تردد اور کشمکش میں مبتلا ہیں مولانا محمد یعقوب صاحب جو سب پرانے ہیں وہ فرمارہے ہیں کہ موجودہ تبلیغ اپنی پٹری سے اتر گئی ہے، میں نے حاضرین سے کہا اصل چیز تو فکر کی یہ ہے، مولوی زہیر کی اس کام میں شرکت یا مصالحہ یہ تو بعد کا مسئلہ ہے، بندہ کی اس بات کی ان سب حضرات نے تائید کی اور اسی طرح کی بات ہوکر مجلس ختم ہوگئی اور انہوں نے کہا ٹھیک ہے اب ہم زیادہ فکر اسی کی کرینگے۔ ان حضرات کے جانے کے بعد اگلے روز بندہ نے وہ دستاویز جو وہ ساتھ لیکر آئے تھے پڑھی، اسمیں جو واقعہ ۲۳ر اگست کو پیش آیا بندہ نے پڑھا تو کیا عرض کروں! اسکو آپ پڑھ لیجئے۔ یہ وفد تو معزز لوگوں کا تھا جو سارے کے سارے جان پہچان کے اور موجودہ تبلیغی دور اور گزشتہ دور کو دیکھے ہوئے تھے تبلیغی نزاکتوں کو سمجھنے والے تھے نیز مزید برآں یہ کہ مرکز کے آس پاس کے رہنے والے تھے پڑوسیوں کا ویسے بھی حق ہوتا ہے انکی سبھی رعایت کرتے ہیں، آنے والے وفود کا اکرام واحترام تو مسلّمات میں سے ہے، بلکہ یہ ایک شرعی چیز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل جن بعض چیزوں کے بارےمیں خصوصیت سے وصیت فرمائی تھی انمیں یہ بھی ہے اجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزہم آپ امت سے فرمارہے ہیں کہ جسطرح میں نے وفود کا ہمیشہ تم لوگوں کے سامنے اکرام واحترام کیا تم بھی اسیطرح کرنا، اجیزوا جائزہ سے ماخوذ ہے جسکے معنی عطیہ کے ہیں جس سے معلوم ہوا صرف ظاہری اعزاز واکرام ہی مراد نہیں ہے بلکہ انکی خدمت میں تحفہ وھدیہ پیش کرنا بھی اسمیں داخل ہے، نفس اکرام تو ہر مسلمان کا ہونا چاہیئے بلکہ اکرام مسلم تو تبلیغ کے اصول ستہ میں سے ایک مستقل نمبر ہے۔

ایک اہم سوال یہاں یہ ہوتا ہے کہ جو شہرت ہورہی ہے کہ تبلیغ کا نہج بدل گیا ہے، وہ تبدیلی کیا ہے؟ اسکی واضح تشریح وہ ہے جو موجودہ پرانے تبلیغی ذمہ داروں نے مولانا سعد کی خدمت میں تحریراً پیش کی جسکے پڑھنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ ان حضرات اکابر نے کن باریکیوں کیساتھ اصول مرتب فرمائے ہیں اور اب انمیں کیا کیا تغیرات ہورہے ہیں، وہ تحریر ساتھ میں ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کی یہ تحریک تبلیغ اندازاً اسی، پچاسی سال پہلے کی چل رہی ہے حضرت موصوف کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد یوسف صاحب تشریف لے آئے، ان کے بعد مولانا انعام الحسن صاحب جو مولانا یوسف کیساتھ بھی شامل رہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے انکو طویل عمر عطا فرمائی جسکی وجہ سے انکو اس خدمت کا مزید موقعہ ملا اور ان کے دور میں تبلیغ نے بہت زیادہ ترقی کی اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے اس کام کی سرپرستی

شروع سے اخیر تک فرمائی، ان حضرات اکابر اربعہ کی مسلسل جد و جہد سے اس تبلیغ کا کام یہاں تک پہونچا
اللہ تعالیٰ شانہ نے اس جماعت کو ایسی مقبولیت عطاء فرمائی کہ غالباً دنیا میں اسوقت جتنی تحریکات چل رہی ہیں
یہ مبارک تحریک ان سب سے بڑھی ہوئی ہے جو جماعتیں میرے پاس صبح سے شام تک مصافحہ کی غرض سے آتی
رہتی ہیں مختلف صوبوں کی وہ بعض مرتبہ دس ہزار کے قریب ہو جاتی ہیں، انکی کثرت کو دیکھکر بعض مرتبہ یہ خیال
ہونے لگتا ہے کہ شاید سبھی لوگ تبلیغ میں نکل کھڑے ہوں، جب یہ کام اتنے زبردست پیمانہ پر ہو رہا ہے
تو پھر اسکے مشیر کار اور مجلس شوریٰ بھی اسی لحاظ سے ہونی چاہئے، جسمیں مختلف صلاحیتوں کے اشخاص
و اصحاب ہر وقت مرکز میں موجود رہنے چاہئیے، باقاعدہ ایک مجلس شوریٰ تو ہر ایک ہی ادارہ میں ہوتی ہے
یہاں تو ایک بہت بڑی مجلس شوریٰ مرکزی، اور متعدد ذیلی شوریٰ کی ضرورت ہے جو اس کام کو اسکے طے شدہ
اصول پر لیکر چلے۔ یہ ایک ظاہر سی بات ہے کہ اسکے جو اصول ہیں وہ کسی ایک خاص مجلس میں بیٹھکر نہیں بنائے
گئے ہیں وہ تو رفتہ رفتہ تجربات کی روشنی میں بنائے گئے ہیں اور وہ بنانے والے بھی ایسے حضرات تھے جو اخلاص کے پتلے
تھے، ان اصول پر ہی کام ہونے کی یہ برکت ہے جو نظر آرہی ہے۔

لیکن فی الحال تمام پرانے تبلیغی حضرات اس صورت حال سے سخت تشویش میں ہیں کہ اس دور میں یہاں کی شوریٰ
کا مصداق مولانا سعد کی ذات ہے جو با اختیار ہے۔ خود ان کے جملوں میں اسطرح کی بات ملتی ہے جو محتاج دلیل نہیں۔
آئے دن کے مشاہدات ہیں۔ خدا کرے کہ مولانا سعد صاحب ہی کے دور میں یہ تبلیغ اپنے پرانے نہج پر آجائے
اور جو کچھ ابتک بے عنوانی ہوئی ہے اسکی تلافی ہوکر گزشتہ کا کفارہ ہو جائے۔ اور بروز قیامت وہ اپنے اباء و اجداد کے
سرخروئی کیساتھ مل سکیں، آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز
جس شخص کو تبلیغ سے یا مولانا سعد صاحب کیساتھ ہمدردی ہے اسکو اسکی کوشش کرنا ازحد لازم ہے۔

محمد عاقل
۱۶؍ ذیقعدہ ۳۶ھ

مولانا سعد کاندھلوی کی گمراہی کی کہانی
مرکز نظام الدین کے ذمہ داروں کی زبانی